یَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَیۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَیۡهِمۡ ؕ قُلۡ
بہانے لائیں گے ۵۸۸ تمہارے پاس جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ

لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ
بہانے مت بناؤ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہاری بات ہم کو بتا چکا ہے اللہ

اَخۡبَارِكُمۡ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ
تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام ۵۸۹ اور اس کا رسول پھر

تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ
تم لوٹائے جاؤ گے طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی سو وہ بتائے گا تم کو

بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ اِذَا
جو تم کر رہے تھے اب قسمیں کھائیں گے ۵۹۰ اللہ کی تمہارے سامنے جب

انۡقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ
تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تاکہ تم ان سے درگذر کرو سو تم درگذر کرو ان سے

اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ وَّمَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا
بیشک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کے

يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۵﴾ يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ ۚ فَاِنۡ
کاموں کا وہ لوگ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے ۵۹۱ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر

تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ
تم راضی ہو گئے ان سے تو اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان

الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾ اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّ
لوگوں سے ف ۱ گنوار بہت سخت ہیں کفر میں ۵۹۲ اور نفاق میں اور

اَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کئے اللہ نے

منزل ۲

۵۸۸ یعتذرون الیکم الخ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ہے یعنی جب آپ لوگ غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو منافقین تمہارے پاس آکر جہاد میں شریک نہ ہونے کے بارے میں بہانے پیش کریں گے قل لا تعتذروا یعنی واپسی پر جب وہ عذر پیش کریں تو آپ فرما دیں کہ بہانے مت بناؤ ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کرینگے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اصل حقیقت سے آگاہ فرما دیا ہے اور تمہارے دل کے پوشیدہ رازوں پر مطلع کر دیا ہے لان اللہ تعالےٰ قد انبانا بالوحی بما فی ضمائرکم من الشرّ و الفساد (روح ج ۱۱ ص۲) **۵۸۹** وسیری اللہ عملکم الخ یہاں اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں منافقین کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال تو ظاہر ہو چکے ہیں اور عنقریب تمہارے آئندہ اعمال کو بھی اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر پر اور تمام مومنین پر ظاہر فرما دیگا اور سب کو معلوم ہو جائیگا کہ تم نے اپنا رویّہ تبدیل کر لیا ہے یا نہیں۔ ای اتتیبون عمّا انتم علیہ ام تثبتون علیہ (روح) **فائدہ۔** بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس طرح آپ ہر امتی کے تمام احوال سے باخبر رہتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں وہ مسند بزار کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں آیا ہے۔ تعرض علی اعمالکم حسنہا وسیئہا الخ لیکن یہ استدلال سراسر باطل اور غلط ہے۔ اوّل اس لئے کہ اس سے تمام مفسرین نے حضور علیہ السلام کے زمانے میں منافقین کے اعمال مراد لئے ہیں اور کسی نے بھی اس سے عرضِ اعمال کو ثابت نہیں کیا۔ روح المعانی کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ امام بغوی اور علامہ خازن ج ۳ ص۱۱۲ میں لکھتے ہیں یعنی فی المستانف اتتوبون من نفاقکم ام تقیمون علیہ۔ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں ای سیظہر اعمالکم فی الدنیا (ج ۲ ص۳۸۲) تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں خطاب صرف زمانۂ نبوی کے منافقین سے ہے ساری امت مراد نہیں۔ نیز منافقین کے صرف وہی اعمال مراد ہیں جو وہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی موجودگی میں کرتے تھے ان کے تمام اعمال مراد نہیں اور جو حدیث پیش کی جاتی ہے حقیقت میں وہ روایت بالمعنی ہے۔ اصل حدیث وہی ہے جو صحیح مسلم ج ۱ ص۲۰۷ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضؓ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عرضت علی اعمال امتی حسنہا وسیئہا فوجدت فی محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخاعۃ تکون فی المسجد ولا تدفن یعنی میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے اور اس سے بالاتفاق عرض اجمالی مراد ہے یعنی آپ کے سامنے نیک اور برے اعمال کی فہرستیں پیش کی گئیں کہ نیکی کے اعمال کونسے ہیں اور گناہ کے کام کونسے۔ بعض لوگ عرضت علی اجور امتی الخ سے عرضِ اعمال پر استدلال کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد ص۶۶ اور ترمذی ج ۲ ص۱۱۵ میں حضرت انس رضؓ کی روایت سے منقول ہے لیکن یہ استدلال بھی درست نہیں۔ اول اسلئے کہ اس سے بھی عرضِ اجمالی مراد ہے۔ دوم یہ روایت منقطع ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں مطلب راوی جو حضرت انس رضؓ سے روایت کرتا ہے انسے اسکا سماع ثابت نہیں۔ قال محمد (بن اسمٰعیل البخاری) ولا اعرف للمطلب بن عبداللہ بن حنطب سماعًا من احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ علاوہ ازیں اگر مضارع مجہول کا صیغہ ہی صحیح مان لیا جائے تو بھی اس سے انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عرض مستلزم علم نہیں جیسا کہ حضرت علامہ انورشاہ صاحبؒ نے فرمایا:۔ الا تری الی قولہ تعالےٰ (ثم عرضہم علی الملٰئکۃ) فکان عرضًا وقال تعالےٰ (وعلّم اٰدم الاسمآء کلہا) فکان ھٰذا تعلیمًا فالعرض اٰخر والتعلم اٰخر (فیض الباری ج ۴ ص۵۰) لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ عرض مستلزمِ علم ہے تو اس سے بہت سی آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ کو رد کرنا پڑیگا۔ مثلاً قیامت کے دن انبیاء اولیاء اس بات سے لاعلمی ظاہر کرینگے کہ مشرکین انکی وفات کے بعد انکی عبادت کیا کرتے تھے فکفٰی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (پ۱۱، سورۂ یونس ع ۳) اسی طرح صحیح بخاری ج ۲ ص۶۶۵ میں ہے حضورؐ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو

موضح قرآن ف ۱ یعنی جس شخص کا احوال معلوم ہو کہ منافق ہے اس کی طرف سے تغافل روا ہے لیکن دوستی اور یگانگی روا نہیں۔ ۱۲ منہ رح **فتح الرحمٰن** ف ۱ یعنی بہ نسبت اہل شہرہا ۱۲۔

اور جو معارض صریح بھی نہیں ہے اگر اس سے عرضِ اعمال کا فرضی عقیدہ ثابت کیا جائے اور اس کے مقابلہ میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ وصریحہ کو ترک کر دیا جائے، تو یہ کہاں کا انصاف ہے ف۹۰ سیحلفون
باللہ الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ یعنی جب آپ واپس لوٹ کر ان کے پاس پہنچیں گے تو وہ قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی اور معذوری
بیان کریں گے تاکہ آپ ان سے درگذر کریں فاعرضوا عنھم تم ان سے منہ موڑ لینا کیونکہ وہ نہایت ناپاک لوگ ہیں اور تمہاری صحبت ومجلس کے لائق نہیں ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ
ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا ہوگی۔ ف۹۱ یحلفون لکم الخ وہ قسمیں اس لئے کھائیں گے تاکہ تم لوگ ان سے راضی ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو یہ لوگ خدا کے سخت نافرمان اور باغی ہیں۔ اگر تم ان

رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ
اپنے رسول پر اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اور بعضے ۹۳ گنوار ایسے ہیں
مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ
کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر
الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
زمانہ کی گردشوں کا ۹۴ ان ہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا
عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
جاننے والا ہے اور بعضے گنوار وہ ہیں ۹۵ کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ
قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے
وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ
اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ ان کے حق میں نزدیکی ہے داخل کریگا انکو
اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ
اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ قدیم ہیں
الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
۹۶ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنیوالے اور جو
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے
عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ
اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ
رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی ف۲ اور بعضے

ع ۱۲

منافقین کے شدت نفاق کا بیان۔ بشارت سے صحابہ وانصار کی ... اخروی سے مہاجرین ... اعراب ... مومنین

سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اور صرف تمہاری رضامندی سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ای رضاکم لا ینفع لھم نفعا لان اللہ تعالٰی ساخط علیھم ولا اثر لرضا احد مع سخطہ تعالٰی (روح ج ۱۱ ص۲) ف۹۲ الاعراب اشد الخ یہاں جنگل اور دیہات میں رہنے والوں کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں جو کافر اور منافق ہیں وہ کفر و نفاق میں شہریوں کی نسبت زیادہ سخت ہیں اور خدا کے احکام و حدود سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں۔ ف۹۳ ومن الاعراب الخ منافقین اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو جہاد یا صدقات خیرات میں خرچ کی ہوئی رقم کو محض تاوان سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں ثواب کی نیت سے اور رضائے الٰہی کے لئے خرچ نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے خوف یا ریاکاری کے لئے خرچ کرتے ہیں والمعنی ان من الاعراب من یعتقد ان الذی ینفقہ فی سبیل اللہ غرامۃ لانہ لا ینفق ذلک الا خوفا من المسلمین او مراءۃ لھم ولم یرد بذلک الانفاق وجہ اللہ وثوابہ (خازن ج ۳ ص۱۱۳) ف۹۴ و یتربص بکم الخ اور وہ منافقین اعراب اس انتظار میں رہتے ہیں کہ تم حوادث زمان اور مصائب دوران میں مبتلا رہو لیکن مصیبت اور رنج میں وہ خود مبتلا ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو بھی آرام و راحت اور فتح و ظفر کا موقع آتا ہے وہ ان بدخواہوں کے لئے مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔ ف۹۵ ومن الاعراب من یؤمن الخ یہاں ان دیہات والوں کی تعریف فرمائی جو مخلص مومن تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالٰی کے تقرب اس کی رضا اور اللہ کے رسول کی دعا کا ذریعہ سمجھتے ہیں الا انھا قربۃ لھم بے شک وہ ان کے لئے قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعتقاد کی تصدیق ہے۔ سیدخلھم اللہ الخ یہ بشارت اخروی ہے۔
ف۹۶ والسبقون الاولون الخ یہ مہاجرین وانصار اور انکے نقش پر چلنے والوں کے لئے بشارتِ اُخروی ہے۔

موضح قرآن
ف۱ یعنی ان کی طبع میں بے حکمی اور غرض ڈھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا اور وہ درجے بلندی بھی نہیں دیتا ۱۲ منہ
ف۲ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع۔ ۱۲ منہ رح

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ

تمہارے گرد کے ۹۷ گنوار منافق ہیں اور بعضے لوگ

الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ قف لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ

مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ

ہم کو وہ معلوم ہیں ان کو ہم عذاب دینگے دوبارہ ۹۸ پھر وہ لوٹائے جائینگے

اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۱۰۱ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

بڑے عذاب کی طرف ف۱ اور بعضے لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا ۹۹

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

ملایا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ

يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۰۲ خُذْ مِنْ

معاف کرے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے

اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ

ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۱۰۳

ان کو بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۲

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ

کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے

وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۱۰۴

اور لیتا ہے زکوٰتیں اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے ف۳

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَ

اور کہہ کہ عمل کئے جاؤ ۱۰۰ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور

مع۵ عند المتقدمین ۱۲ وقف منزل

۹۷ ومن حولکم الخ یہ مدینہ منورہ اور اس کے گرد نواح کے منافقین کا ذکر ہے۔ لا تعلمھم نحن نعلمھم اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ نفاق اور اخفاء حال میں اس قدر ماہر اور چابکدست ہیں کہ آپ کو ان کے نفاق کا علم تک نہیں لیکن اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب کا علم نہیں تھا یعنی انھم بلغوا من المھارۃ فی النفاق والتنوق فی مراعاۃ التقیۃ والتحامی عن مواقع التھمۃ الٰی حیث یخفی علیک مع کمال فطنتک وصدق فراستک حالھم (روح ج ۱۱ ص ۱۲) ۹۸ سنعذبھم الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ دو دفعہ کے عذاب سے دنیا میں قتل یا قید و بند یا ظہور نفاق سے ذلت و رسوائی کا اور مرنے کے بعد قبر کا عذاب مراد ہے اور عذاب عظیم آخرت کا عذاب ہے (خازن معالم وغیرہ) ۹۹ واٰخرون اعترفوا الخ یہ ان پانچ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جو مخلص مومن تھے مگر غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ بعد میں سخت نادم ہوئے اور اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا اور گڑگڑا کر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ خذ من اموالھم الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے صدقات قبول کرنے سے منع کردیا گیا تھا۔ اب ان کی توبہ قبول ہوجانے کے بعد آپ کو حکم ملا کہ آپ ان کے صدقات قبول کریں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ کیونکہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث آرام و سکون ہے۔ بعض مفسرین نے ان کی تعداد دس، آٹھ اور چھ ذکر کی ہے (قرطبی) ۱۰۰ وقل اعملوا الخ اس سے مراد وہی اعمال ہیں جو وہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں کرتے تھے۔ یعنی تم کام کئے جاؤ اللہ کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال و اقوال کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے کہ تم نے سچی توبہ کی ہے یا جھوٹی۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف پاویں گے۔ پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے۔ وہ منافق کوئی اندھا ہوا کوئی کوڑھی۔ کسی کے بدن میں پیپ پڑی۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی جیسے بعضوں پر عتاب ہوا کہ ہمیشہ ان کی زکات لینی موقوف ہوئی ان پر عتاب نہیں۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی رسول بے اختیار ہے جس کے حق میں اللہ نے جو فرمایا وہ ادا کرتا ہے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات ببینند۔ ۱۲

سو معلوم ہوا کہ پیغمبر غیب دان نہیں اور پیغمبر کے اختیار میں بھی نہیں کہ جب چاہے جان لے ۔ ۱۲ ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اعلان عام [illegible]

[illegible]

۱۰۱ واٰخرون مرجون الخ اس میں ان تین مخلص صحابہ کا ذکر ہے جو قدرت کے باوجود محض سستی کی وجہ سے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی معذرت نہ کی بلکہ ذرا تاخیر سے اپنے قصور کی معافی مانگی اور سچی توبہ کی۔ ان کی توبہ کچھ دن تاخیر سے قبول ہوئی۔ مذکور الصدر پانچ صحابہ نے بلا تاخیر توبہ کی مگر یہ تینوں توبہ میں پیچھے رہے اس لئے قبولیت میں بھی تاخیر ہوئی۔ والفرق بین القسم الثانی وبین ھٰذا الثالث ان اولٰئک سارعوا الی التوبۃ وھٰؤلاء لم یسارعوا الیھا قال ابن عباس رضی اللہ عنھما انزلت ھٰذہ الاٰیۃ فی کعب بن مالک ومرارۃ بن الربیع وھلال بن امیۃ (کبیر ج ۴ ص ۳۵۷) ۱۰۲ والذین اتخذوا الخ یہاں ان منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان

اَلْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

مسلمان اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ

پھر وہ جتا دیگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱ اور بعضے اور لوگ ہیں کہ ان کا کام ڈھیل میں ہے

لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

حکم پر اللہ کے ۱۰۱ یا وہ ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰۶ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا

سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اور جنہوں نے بنائی ہے ۱۰۲ ایک مسجد ضد پر

وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ

اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص

حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ

کی جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے ۱۰۳ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ

اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۷

ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

تو نہ کھڑا ہو اس میں کبھی ۱۰۴ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی پرہیزگاری پر

مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ

اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں اس میں ایسے لوگ ہیں جو

يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸

دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو ف۳

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ

بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ۱۰۵ اللہ سے ڈرنے پر اور اس کی رضامندی پر

پہنچانے۔ کفر کو تقویت دینے۔ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور دشمنانِ اسلام کو پناہ دینے کی خاطر مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی۔ ضراراً، کفراً، تفریقاً اور ارصاداً چاروں اتخذوا الخ کے مفعول لہٗ ہیں۔ ۱۰۳ لمن حارب اللہ الخ جنگِ حنین میں مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کا ایک سرغنہ ابو عامر شام کی طرف بھاگ گیا اور منافقینِ مدینہ کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قیصرِ روم سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے تم مسجد کے نام پر ایک عمارت بنالو تاکہ اس میں بیٹھ کر اطمینان سے اسلام کے خلاف جنگی منصوبہ بندی کرسکو۔ نیز اس کی طرف سے جو قاصد آیا کرے وہ اسی عمارت میں ٹھہر سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابو عامر کے ایما پر مسجد بنالی اور حضور علیہ السلام سے اس میں نماز پڑھنے کی درخواست کی تاکہ آپ کی تشریف آوری سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ سکے اسوقت آپ غزوۂ تبوک کیلئے جارہے تھے اس لئے آپ نے واپسی پر ان کی مسجد میں نماز پڑھنے کا وعدہ فرمالیا۔ واپسی پر آپ کو وعدہ یاد آیا تو اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقتِ حال سے مطلع کرکے اس مسجد میں جانے سے روک دیا۔ (روح وغیرہ)

۱۰۴ لا تقم فیہ الخ یعنی یہ مسجد خانۂ خدا نہیں اس میں آپ نماز نہ پڑھیں بلکہ اسے مسمار کرادیں کیونکہ اس کی بنیاد خدا و رسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔ لمسجد اسس الخ بلکہ وہ مسجد جس کی بنیاد خوفِ خدا پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اس سے مسجد قبا مراد ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی جن جہاد میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہوئے رسول کے روبرو اور خلیفوں کے تب کام کر ہو ۱۲ منہ ف۲ وہ کئی فرقے مذکور ہوئے ایک منافق جھوٹے بہانے کرنے ایک گنوار غرض کا وقت تاکتے ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور ایک جنہوں نے اپنا گناہ مان لیا ان کو معاف فرمایا مگر جو قدیم یاروں میں تین شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کو ادب دینے کو پچاس دن ڈھیل میں رکھا۔ اس بیچ میں حضرت اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان کی عورتیں جدا ہو گئیں جب ان کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی نازل ہوئی آیت آگے ہے یہ ذکر ان کا فرمایا ۱۲ منہ رح ف۳ حضرت مکہ سے ہجرت کرکے آئے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا بعد چند روز کے شہر میں جگہ پکڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد بنا رکھی اور جماعت قائم رہی۔ مسجد قبا کر مشہور ہے حضرت اکثر ہفتہ کے دن وہاں جاتے اور نماز پڑھتے۔ اس محلے میں بعضے منافقوں نے چاہا کہ اور مسجد بناویں پہلوں کی ضد پر اور اپنی جماعت جدا ٹھہراویں اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کی ضد سے نکل گیا تھا اس کو نفاق سے بلاکر وہاں سردار اور امام کریں حضرت سے چاہا کہ ایک بار اول آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں حضرت کو ان کی دغا معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگِ تبوک سے ہم پھر یں گے تو اول وہاں نماز پڑھ کر شہر میں داخل ہوں گے حق تعالیٰ نے پہلے خبردار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خبردار رہے کہ ظاہر بعضی عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے اس کا یہ حال ہے۔

فتح الرحمٰن ۔ ف۱ جماعت از منافقان مسجدی ساختہ بودند بہ نیت فاسد تا تفریق مسلمین باشد و کمینگاہ کافران، خدا تعالیٰ بانہدام آں امر فرمود ۱۲

خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ

وہ بہتر ہے یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے

فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾

پھر اس کو لیکر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ میں اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ف۱ ف

لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ

ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی ف۱۰۶ ف۲ شبہ ان کے دلوں میں مگر

اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ

ع ۱۳ ۲

جب ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل کے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اللہ نے

اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ

خرید لی ف۱۰۷ مسلمانوں سے ان کی جان اور اور ان کا مال اس قیمت پر

لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ

کہ ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور

یُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل

وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو

بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾

اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ

وہ توبہ کرنیوالے ہیں بندگی کرنے والے شکر کرنیوالے بے تعلق رہنے والے

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور

ف۱ ای بنا من. معناہ محذوف ہے یعنی کچھ مقصود ہے بیان بنا مسجد

ف۲ منافقین کے مقابلہ میں صحابہ کے اوصاف کا بیان ہے سبب نفاق۔

ف۱۰۵ افمن اسّس الخ اس میں مسجد قبا کے بانیوں کی تعریف اور ان کے لئے بشارت ہے اور مسجد ضرار کے بانیوں کی مذمت اور ان کے لئے تخویف ہے فانھار بہ میں با تعدیہ کے لئے ہے۔ مسجد قبا والوں نے چونکہ اس کی بنیاد خوفِ خدا اور اللہ کی رضاجوئی پر رکھی تھی۔ اس لئے وہ ان کے لئے دخولِ جنت کا باعث بنی۔ اس کے برعکس مسجد ضرار والوں نے اس کی بنیاد جہنم کے کنارے پر یعنی کفر و نفاق اور شر و فساد پر رکھی اس لئے وہ ان کو جہنم میں لے گری۔ ای من اسّس بنیانہ علی الاسلام خیر ام من اسس بنیانہ علی الشرك والنفاق (قرطبی ج ۸ ص ۲۸۵)

ف۱۰۶ لا یزال بنیانھم الخ ریبۃ سے شک و نفاق مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے (روح قرطبی) مسجد ضرار بنا کر منافقین بہت خوش ہوئے لیکن جب حضور علیہ السلام نے اسے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا تو اس سے ان کا کفر و نفاق اور زیادہ ہو گیا اس طرح مسجد ضرار دینی فائدے کا باعث ہونے کے بجائے ان کے دلوں میں زیادتی نفاق کا سبب بنی اور اب ان کے دلوں کو نفاق کی بیماری سے کبھی نجات نہیں مل سکے گی الّا یہ کہ ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بے حس اور بے شعور کر دیا جائے لا یزال ھدمہ سبب شك و نفاق زائد علی شکھم و نفاقھم لما غاظھم من ذلك و عظم علیھم (مدارك ج ۲ ص ۱۱۲)

ف۱۰۷ اِنّ اللہ اشترٰی الخ یہاں سے لیکر وبشر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنیوالوں، اللہ کے احکام و حدود کی پابندی کرنے والوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجالانیوالوں کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل نیک بھی چاہیں تو بن نہیں آتا۔ ف۲ یعنی اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہے گا۔ نفاق کو فرمایا شبہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ عمارت ساختن بر اساس تقوی کنایت است از اخلاص در اعمال و عمارت ساختن بر کنارہ رود خوردہ کنایہ است از ریا و عجب در اعمال۔ ۱۲ ف۲ یعنی مسجد ضرار ۱۲

۱۰۸ ماکان للنبی الخ یعنی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے بعض رشتہ دار بھی بحالت شرک مر چکے ہوں یا زندہ ہوں لیکن ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہو
تو ان کے لئے دعاءِ استغفار کرنا بھی ممنوع ہے اور مہر جباریت لگ جانے سے پہلے ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنے کی اجازت ہے۔ مہر جباریت کا علم انبیاء علیہم السلام کو وحی کے ذریعہ
ہو جاتا تھا لیکن انقطاعِ وحی کے بعد یہ حکم ہے کہ مشرک جب
تک زندہ رہے اس کے لئے ہدایت کی دعا کرنا چاہیئے۔ اور
اگر بحالتِ شرک مر جائے تو اس کے لئے دعائے مغفرت
جائز نہیں۔ **۱۰۹** وما کان استغفار ابراھیم الخ
یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے جو ماقبل سے ناشی ہے۔ سوال یہ
ہے کہ جب پیغمبر کے لئے اور مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ
مشرکین کے حق میں استغفار کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے باپ آزر کیلئے کیوں استغفار کیا تھا جیسا کہ قرآن میں
ہے واغفر لابی انہ کان من الضآلین (شعراء ع ۵)
تو اس کا جواب فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا استغفار اس وعدے
کی بنا پر تھا جو انہوں نے بوقت رخصت باپ سے کیا تھا۔
جیسا کہ سورہ مریم رکوع ۳ میں ہے قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ
سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا۔ لیکن جب ان پر
یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے
دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور اب وہ کبھی ایمان نہیں
لائے گا تو اس کے لئے استغفار ترک کر دیا اور اس سے براءت و
بیزاری کا اعلان فرما دیا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبل
العلم تھی جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوگئی تو پھر اس کے لئے
دعا نہیں مانگی۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب وہ زندہ تھا تو اسکی
ہدایت کی دعا کرتے تھے اور جب وہ شرک پر مر گیا تو ان پر واضح
ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس لئے پھر اس کے لئے مغفرت
کی دعا نہیں کی ای مستمر علی عداوتہ تعالٰی وعدم
الایمان بہ وذلک بان اوحی الیہ علیہ السلام انہ
مصر علی الکفر واخرج ابن جریر وابن المنذر
وجماعۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما
ان ذلک التبین کان بموتہ کافرا والیہ ذھب
قتادۃ قیل والانسب بوصف العداوۃ ھو الاول
(روح ج ۱۱ ص ۳۵) **۱۱۰** وما کان اللہ الخ اللہ تعالٰی
منکرین کے دلوں پر صرف اسی صورت میں مہر جباریت لگاتا
اور ان کو عذاب میں صرف اسی وقت مبتلا کرتا ہے جب کہ
ہدایت کی راہ خوب واضح کر دے اور نیکی اور بدی کو کھول کر
بیان کر دے۔ اور منکرین جان بوجھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کریں۔ وما کان اللہ لیوقع الضلالۃ فی قلوبھم بعد الھدی حتی یکون منھم الامر الذی بہ یستحق
العذاب (کبیر ج ۴ ص ۵۵۷) ان اللہ لہ ملک السموٰت الخ زمین و آسمان کا مالک اور ان میں مختار و متصرف صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی کسی کا ناصر و یار و مددگار ہے

اَلنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ
منع کرنے والے بری بات سے اور حفاظت کرنیوالے ان حدود کے جو باندھیں اللہ نے اور
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو ف۱ لائق نہیں نبی کو اور ان ایمان والوں کو
اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى
کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگرچہ وہ ہوں قرابت والے
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾
جب کہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ
اور بخشش مانگنا ۱۰۹ ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ
وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ
وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب کھل گیا ابراہیم پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو اس سے
مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
بیزار ہو گیا بے شک ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل کرنیوالا ف۲ اور اللہ ایسا نہیں ۱۱۰
لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا
کہ گمراہ کرے کسی قوم کو ف۱ جب کہ ان کو راہ پر لا چکا جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے ان کو
يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ
بچنا چاہیئے ف۲ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۳ اللہ ہی کی
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ
سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارا کوئی نہیں
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ
اللہ کے سوا حمایتی اور نہ مددگار اللہ مہربان

موضح قرآن ف۱ بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت۔ یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں اور حدیں تھامنی یہ کہ بغیر حکم شرع کوئی کام نہ کریں۔ ۱۲ منہ ف۲ قرآن میں جو ذکر ہوا کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کی بخشش مانگی شاید حضرت کے دل میں بھی آیا تھا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے قرابت والوں کے حق میں دعا کریں یہ منع آیا معلوم ہوا کہ مشرک بخشا نہیں جاتا۔ ۱۲ منہ ف۳ یعنی اسی واسطے تم

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حساب گمراہاں نمی شمارد قومی را۔ ۱۲ ف۲ یعنی تا پیغامبر نیاید و تبلیغ نکند معذور دارند۔ ۱۲

۱۱۱ لقد تاب اللہ الخ توبہ سے یہاں اللہ کی خصوصی مہربانی اور اس کی خاص عنایت وتوفیق مراد ہے جس کی بدولت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر جہاد کی صعوبتیں اور مشقتیں اٹھا کر کامل درجۂ طاعت سے اکمل درجہ پر پہنچ گئے۔ وقد یکون (التوبة من اللہ علی عبدہ) رجوعًا من حالة طاعة الی اکمل منہا وھذہ توبتہ فی ھذہ الآیة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ رجع بہ من حالة قبل تحصیل الغزوة وتحمل مشاقہا الی حالة بعد ذلک اکمل منہا الخ (بحر ج ۵ ص ۱۰۸) اور مہاجرین وانصار پر اللہ کی توبہ سے یہ مراد ہے کہ شدت گرما اور مشاق سفر کے پیش نظر بعض مسلمانوں کے دلوں میں غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا وسوسہ آنے کا اندیشہ تھا لیکن اللہ نے دستگیری فرما کر ان کے دلوں کو سکون واطمینان اور صبر واستقلال کی دولت سے مالامال کر دیا اور وہ خوشی خوشی جہاد میں شریک ہوئے ساعة العسرة سے غزوۂ تبوک مراد ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کو شدت گرما، قلت زاد وراحلہ اور دیگر تکلیفوں کی وجہ سے مشقتوں اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا کانوا فی شدة من الظھر وفی شدة من الزاد وفی شدة من الماء وفی شدة زمان من حمارة القیظ ومن الجدب والقحط ومن ھنا قیل لتلک الغزوة غزوة العسرة ولجیشہا جیش العسرة (ر وح باختصار ج ۱۱ ص ۴۲) ۱۱۲ کاد یزیغ الخ یعنی قریب تھا کہ ایک فریق کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہو جاتا اس تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وسوسہ سے پہلے ہی اللہ نے دستگیری کی اور ان کو استقامت عطا فرما دی توبتہ علیھم ان تدارک قلوبھم حتی لم تزغ (قرطبی ج ۸ ص ۲۸۱) ۱۱۳ وعلی الثلثة الخ اس سے وہی تینوں صحابی مراد ہیں جن کا و اٰخرون مرجون لامر اللہ الخ (ع ۱۳) میں پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے فوری طور پر معذرت نہیں کی تھی اس لئے قبول توبہ میں تاخیر ہوئی۔ تاخیر توبہ کی وجہ سے وہ اس قدر بے چین اور مضطرب رہے کہ زمین باوجود وسعت وپہنائی ان پر تنگ ہو گئی لیکن ان کا ایمان تھا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی چارہ ساز اور پناہ دہندہ نہیں اس لئے اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ۱۱۴ ما کان لاھل المدینة الخ یہ زجر وتنبیہ ہے یعنی مسلمانوں کو یہ روا نہیں کہ وہ جہاد میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور اپنے مال وجان اور اولاد کو آپ پر مقدم سمجھیں۔ کیونکہ توحید کی دولت انہیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت حاصل ہوئی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ خود تو آرام وراحت میں رہیں اور پیغمبر علیہ السلام تکلیف ومشقت میں ہوں۔ ای لا یرضوا لانفسہم بالخفض والدعة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المشقة (قرطبی ج ۸ ص ۲۹۰)

اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

ہوا اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ

ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ۱۱۲

قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ

دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ

مہربان ہے رحم کرنے والا ف۱ اور ان تین شخصوں پر ۱۱۳ جن کو پیچھے رکھا تھا

حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ

یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور

ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ

تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں

اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر تا کہ وہ پھر آئیں ف۲ بیشک اللہ ہی ہے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

مہربان رحم والا ف۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو

اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ

اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے ف۳ نہ چاہیئے مدینہ

الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

والوں کو ۱۱۴ اور ان کے گرد کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ

رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے

ع ۱۳

۱ یعنی دل میں وسوسے آ گئے تھے ۲ یہ وہی تین شخص ہیں جن کی توبہ پچاس دن کے بعد قبول ہوئی ۳ شان صحابہ مع بشارت و ترغیب کہ اتباع رسول میں مال وجان و اولاد کو پیغمبر سے مقدم نہ سمجھنا چاہئیے کیونکہ توحید پیغمبر سے اور دین پیغمبر سے ملا ہے۔

موضح قرآن ف۱ مہاجر اور انصار کو معاف کیا دل کے خطروں سے اور دوبار فرمایا مہربان ہوا پھر مہربان ہوا ۱۲ منہ رح ف۲ مہاجرین وانصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گذری کہ موت سے بدتر۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یہ تین شخص سچ کہنے سے بخشے گئے نہیں تو منافقوں میں ملتے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بمقام قرب۔ ۱۲

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ
یہ اس واسطے کہ ۱۱۵ جہاد کرنیوالے نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا
اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر اور نہ

يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ
چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اسکے بدلے نیک عمل

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ
بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنیوالوں کا اور نہ خرچ کرتے ہیں

نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا
کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر

كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
لکھ لیا جاتا ہے انکے واسطے تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ
اور ایسے تو نہیں مسلمان ۱۱۶ کہ کوچ کریں سارے ف۱ سو کیوں نہ نکلا

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ
ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور

لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں انکی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں ف۱ ف۲

ع ۱۵/۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ
اے ایمان والو ۱۱۷ لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے اور

لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ
چاہیے کہ ان پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف۲ اور

الربع

ماجلہ معترضہ برائے ترغیب تعلیم توحید و مسئلہ جہاد در سلسلہ مضامین

سورت کا اعادہ علی سبیل الاجمال ۲ اعادہ دعویٰ سورت

۱۱۵ ذلك بانهم الخ تا۔ احسن ما كانوا يعملون۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور اس میں نہایت بلیغ انداز میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ ظَمَاٌ پیاس نَصَبٌ تکلیف و مشقت مَخْمَصَةٌ بھوک ولا ينالون من عدو نيلا دشمن سے قتل و ہزیمت اٹھاتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کے سفر میں اور عین معرکہ کارزار میں انہیں جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف ہوتی ہے، جہاد میں جو چھوٹی بڑی رقم وہ خرچ کرتے ہیں اور جتنا فاصلہ وہ طے کرتے ہیں وہ سب ان کے اعمالنامہ میں اعمالِ صالحہ کے عنوان سے درج کئے جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ان کو بہت اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ ۱۱۶ وما كان المؤمنون الخ جملہ معترضہ ہے اور اس سے مسئلہ توحید اور مسئلہ جہاد کی تعلیم کی ترغیب دینا مقصود ہے یعنی مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ توحید و مسئلہ جہاد کی تعلیم حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو ان مسائل کی تعلیم دے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس حد تک علم دین حاصل کرنا کہ قوم کا معلم اور پیشوا بن سکے ہر مسلمان پر فرضِ عین نہیں بلکہ فرضِ کفایہ ہے۔ البتہ جن احکام کا بجالانا ہر فرد پر فرض ہے ان کا علم سیکھنا بھی ہر فرد پر فرضِ عین ہے ۱۱۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ دعوائے سورت یعنی حکمِ قتال کا اعادہ ہے۔ الذين يلونكم جو تمہارے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ غِلْظَةً شدت و درشتی۔ یعنی مشرکین کے ساتھ جرأت و شجاعت اور صبر و استقلال کا ایسا مظاہرہ کرو کہ تمہارا رعب و جلال ان کے دلوں پر چھا جائے مقصد یہ ہے کہ مسلمان یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر قوم میں سے چاہیے کہ بعضے لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھا دیں۔ اب پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے۔ طلب علم فرضِ کفایہ ہے اور جہاد فرضِ کفایہ ہے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ سختی معلوم کریں یعنی قوتِ جنگ یا سختی یعنی معاملت میں بے رُخی پس کافر سے الفت و ملائمت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا راغب ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بطلب علم ۱۲ ف۲ یعنی طلب علم دین فرضِ کفایہ است۔ ۱۲

۱۱۸ واذا ما انزلت الخ منافقین بطور استہزا آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے فاما الذین اٰمنوا الخ بشارت برائے مؤمنین واما الذین فی قلوبھم مرض الخ زجر برائے منافقین

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ
جب نازل ہوتی ہے ۱۱۸ کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کو تم میں سے زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان
فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَ
سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور
أَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَ
جن کے دل میں مرض ہے سو ان کے لئے بڑھا دی گندگی پر گندگی اور
مَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِى كُلِّ عَامٍ
وہ مرنے تک کافر ہی رہے ف۱ کیا نہیں دیکھتے ۱۱۹ کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں
مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَ
ایک بار یا دو بار ف۱ پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں ف۲ اور
إِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَىٰكُم
جب نازل ہوتی ہے ۱۲۰ کوئی سورت ف۲ تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کہ کیا دیکھتا ہے تم کو
مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ ٱنصَرَفُوا۟ ۚ صَرَفَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
کوئی مسلمان پھر چل دیتے ہیں پھیر دیئے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کہ وہ لوگ ہیں
يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ
کہ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ آیا ہے تمہارے پاس ۱۲۱ رسول تم میں کا
عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ
بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر
رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ لَآ
نہایت شفیق مہربان ہے ف۴ پھر بھی اگر منہ پھیریں ۱۲۲ تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی
إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾
کی بندگی نہیں سوائے اسکے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا ف۵ ف۳

ع ۱۶ / ۷ / ۵

۱۲۲ اعادہ بشارت برائے مؤمنین ۱۲۳ اعادہ زجر منافقین ۱۲۴ منافقین کے حال کا بیان ۱۲۵ ترغیب یعنی ضمیمہ اعادہ ترغیب اتباع رسول ۔ مسئلہ توحید ۔ ما مصدریہ ہے ۔ بالمؤمنین جار مجرور متعلق رؤف رحیم ۔ رؤف رحیم ما تحت الاسباب مراد ہے کیونکہ مافوق الاسباب رؤف رحیم خدا تعالیٰ کی صفت ہے ۔ اخیر میں مسئلہ توحید کا بیان جس کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

مرض سے ضد و عناد مراد ہے یعنی ان کے دلوں میں انابت الی اللہ (اللہ کی طرف رجوع) نہیں ۔ رِجْسٌ گندگی مراد نفاق ہے قرآن کی آیتوں کے نزول کے ساتھ ساتھ ان کے کفر و نفاق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر نازل ہونیوالی آیت کو جھٹلاتے ہیں ۱۱۹ اولا یرون انھم یفتنون الخ یہ زجر ہے ۔ یہ زجر اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہر سال نہیں ایک یا دو بار ضرور مبتلائے بلیات کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے شر و فساد سے باز آجائیں مگر وہ عبرت حاصل نہیں کرتے ۔ ہر سال جہاد کے موقع پر ایک دو بار ضرور ان کو ابتلاء پیش آتا ہے ۔ جس میں ان کی شرارتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں اور قرآن میں ان کو وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے ۔ جس سے انہیں انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے والمعنی اولا یرون انھم یختبرون بالجھاد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیعاینون ما ینزل علیہ من الاٰیات لاسیما الاٰیات الناعیۃ علیھم قبائحھم (روح ج ۱۱ ص ۵۲) ۱۲۰ واذا ما انزلت الخ تبلیغ وحی کے وقت منافقین کے حال کا بیان ہے ۔ جب ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ موقع پا کر یہاں سے بھاگ نکلیں چنانچہ موقع ملتے ہی چل دیتے ہیں ۔ یعنی ان کا مقصد ہر نازل ہونے والی آیت کی ہنسی اور اس کا مذاق اڑانا ہے اس لئے وہ اس مجلس سے جلد از جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ۱۲۱ لقد جاءکم الخ یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے ما عنتم میں ما مصدریہ ہے یعنی تمہارا مشقت میں پڑنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرتا ہے بالمؤمنین ـــ رؤف رحیم مؤخر سے متعلق ہے ۔ ۱۲۲ فان تولوا الخ آخر میں مسئلہ توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا ۔

موضح قرآن ف۱ کلام اللہ جس مسلمان کے دل کے خطرہ سے موافق پڑتا وہ کہتا کہ مجھ کو اس نے ایمان زیادہ کیا ۔ یہی لفظ بولتے منافق جب ان کو بیان کرتا لیکن مسلمان کہتے خوش وقتی سے اور منافق کہتے شرمندگی سے پھر تو بھی صدق نہ لاتے چاہتے آگے سے اور زیادہ اپنا عیب چھپاویں ۔ یہی ہے گندگی پر گندگی ۔ عیب دار کو لازم ہے کہ نصیحت سنکر چھوڑ دیئے نہ یہ کہ اس ناصح سے چھپانے لگے ۔ ۱۲ منہ رح ف۲ اکثر جنگ و جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے ۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی کلام اللہ میں جہاں عیب آئے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو پرکھا نہ ہو ۔ پھر شتاب اٹھ جاتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۴ تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے ۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بامراض و مصائب ۱۲ ف۲ یعنی سورتیکہ در وے بیان نفاق ایشاں باشد ۱۲ ف۳ یعنی چنانچہ قادر است عرش را آنگاہ میدارد ہمرا نیز نگاہ میدارد از شر کافراں و منافقاں ۱۲

سورۂ توبہ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

برآءة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين ○ (ع ۱) مشرکین سے بیزاری کا اعلان

ما كان للمشركين ان يعمروا مسٰجد الله ـــ تا ـــ فعسىٰ أُولٰٓئك ان يكونوا من المهتدين ○ (ع ۳) تعمیر مسجد اور اس کے علاوہ کوئی نیک عمل مشرکین سے قبول نہیں۔

اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام ـــ تا ـــ والله لا يهدى القوم الظلمين ○ (ع ۳) مشرکین کے نیک اعمال مومنوں کے نیک اعمال کے مقابلہ میں بالکل بے وقعت ہیں۔

اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئًا وّضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين ○ (ع ۴) مومنوں کو ہر وقت اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور کثرتِ عدد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

ولا يحرمون ما حرّم الله ورسوله ولا يدينون دين الحق۔ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کو حرام نہیں سمجھتے۔

وقالت اليهود عزيز ابن الله وقالت النصٰرى المسيح ابن الله ـــ تا ـــ قاتلهم الله انّى يؤفكون ○ (ع ۵) یہود ونصاریٰ پیغمبروں کو اللہ کے جز و سمجھتے اور ان کو حاضر و ناظر سمجھ کر حاجات میں پکارتے تھے۔

اتّخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون الله ـــ تا ـــ سبحٰنه عمّا يشركون ○ (ع ۵) وہ پیغمبروں کے علاوہ اپنے مولویوں اور پیروں کو بھی اللہ کے سوا حاجت روا سمجھتے تھے۔

يٰايّها الذين اٰمنوا ان كثيرًا من الاحبار والرهبان ليأكلون اموال الناس بالباطل ويصدون عن سبيل الله ؕ اکثر مولوی اور پیر غیر اللہ کی نیازیں کھاتے اور اللہ کی توحید سے روکتے ہیں۔

انّما النسئ زيادة فى الكفر ـــ تا ـــ والله لا يهدى القوم الكفرين ○ (ع ۵) اپنی طرف سے کئی قسم کی تحریمات مقرر کر رکھی تھیں۔

ولو انهم رضوا ما اٰتٰهم الله ورسوله ـــ تا ـــ انا الى الله راغبون ○ (ع ۷) یعنی جو ان کو اللہ کی عنایت اور پیغمبر علیہ السلام کے مالِ غنیمت وغیرہ کو تقسیم کرنے سے ملا اس پر وہ راضی ہو جاتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔

وما نقموآ اِلّآ ان اغنٰهم الله ورسوله من فضله (ع ۱۰) یعنی اللہ نے اپنی عنایت سے اور پیغمبر نے مالِ غنیمت وغیرہ سے۔

وسيرى الله عملكم ورسوله ـــ تا ـــ فينبئكم بما كنتم تعملون ○ (ع ۱۲) منافقین جو اعمال پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کرتے تھے، آپ ان کو دیکھتے تھے۔

ومن اهل المدينة مردوا على النفاق قف لا تعلمهم نحن نعلمهم ط (ع ۱۳) معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔

وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون ط وہی اعمال مراد ہیں جو پیغمبر علیہ السلام اور مؤمنوں کے سامنے منافقین کرتے تھے۔

ما كان للنّبىّ والذين اٰمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربىٰ من بعد ما تبين لهم انهم اصحٰب الجحيم ○ (ع ۱۴) شرک پر مر جانے کے بعد ان کے لئے استغفار جائز نہیں، ممنوع ہے۔

فان تولّوا فقل حسبى الله ـــ تا ـــ وهو رب العرش العظيم ○ (ع ۱۶) یہ وہ مسئلہ توحید ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا اور صحابہ کو فضیلت وشان ملی اور منافقین پر زجریں نازل ہوئیں۔

(آج مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ ساڑھے دس بجے دن سورۂ توبہ کی تفسیر ختم ہوئی)

(فالحمد لله اوّلاً وّاٰخرًا وّالصّلوٰة والسّلام علىٰ رسوله دائمًا ابدًا وّعلىٰ جميع عباده الصّالحين ليلاً وّنهارًا۔)

سورۂ یونس علیہ السلام [۱]

ربط باقی سورتوں کی طرح سورۂ یونس کو ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے۔ اول ربط اسمی۔ سورۂ توبہ میں فرمایا فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (توبہ ع ۱) اور سورۂ یونس میں فرمایا فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ۔ ع ۱۰) یعنی اب توبہ کرنے، ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجالانے کا وقت ہے۔ اس لئے ایمان لے آؤ۔ ورنہ جب ہمارا عذاب آگیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قومِ یونس علیہ السلام تھی جس نے عذاب خداوندی دیکھ کر ایمان قبول کرلیا اور اس وقت کے ایمان لانے سے ان کو فائدہ پہنچ گیا۔ دوم ربط معنوی۔ اس کی دو تقریریں ہیں (۱) قرآن مجید میں نفی شرک کے سلسلہ میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں۔ دوم یہ کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو تفصیل سے بیان کردیا گیا۔ اور دلائلِ عقلی و نقلی اور وحی سے ثابت کردیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، متصرف و مختار اور مستحقِ نذر و نیاز نہیں۔ اب سورۂ یونس میں مشرکین کے اس خیالِ باطل کا رد فرمایا کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب ہو جو اس کی مرضی کے خلاف اپنی بات منوا سکے۔

(۲) سورۂ بقرہ میں حسبِ ذیل مضامین خصوصیت سے مذکور ہوئے۔ (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد (۴) انفاق اور (۵) امور انتظامیہ و امور مصلحہ اس کے بعد سورۂ آلِ عمران میں ان مضامین میں سے توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرکِ اعتقادی رسالت، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا۔ پھر سورۂ نساء میں سورۂ بقرہ کے ایک مضمون (امور انتظامیہ مع امور مصلحہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ جو دہ احکام رعیت اور نو احکام سلطانیہ۔ اس کے بعد سورۂ مائدہ اور انعام میں مسئلہ توحید کے دونوں پہلوؤں یعنی (نفی شرک اعتقادی کے ساتھ نفی شرک فعلی کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا۔ سورۂ مائدہ میں دعویٰ کی وضاحت پر اور سورۂ انعام میں دلائل عقلیہ پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کے بعد سورۂ اعراف میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی پر زیادہ تر دلائل نقلیہ ذکر کئے گئے۔ اس کے بعد انفال اور توبہ میں قَاتِلُوْهُمْ سے مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے تفصیلی احکام بیان کئے گئے۔ یہاں تک سورۂ بقرہ کے تمام مضامین تفصیل اور دلائل کے ساتھ مذکور ہو چکے۔ البتہ مسئلہ توحید کا صرف ایک پہلو باقی رہ گیا۔ یعنی نفی شفاعتِ قہری۔ اب سورۂ یونس میں شفاعت قہری کی نفی پر عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور مختارِ مطلق ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں اور اس کے فیصلے کے سامنے کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی مرسل اور کوئی ولی مکرم دم نہیں مار سکتا نفی شفاعت قہری کا مضمون سورۂ یونس سے لیکر سورۂ کہف تک چلا گیا ہے۔

خلاصہ سورۂ یونس میں تین جگہ دعوائے سورت مذکور ہے۔ اول اجمالاً مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ الخ (ع ۱) یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور آخرت میں جن انبیاء، وصلحاء، علیہم السلام کو شفاعت کی اجازت ملے گی صرف وہی شفاعت کرسکیں گے۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی اجازت و جرأت نہ ہوگی۔ دوم ضمناً وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (ع ۲) سوم تفصیلاً قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۱) اس دعویٰ پر گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر۔ ایک نفی شرک فعلی پر اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر دال ہیں اور ان میں ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ دلائل کے درمیان تین جگہ دلائل کا ثمرہ مذکور ہوا ہے اور ساتھ ساتھ حسب مواقع زجریں، بشارتیں، تخویفیں اور شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) ساری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس پر کسی کا زور اور دباؤ نہیں چل سکتا۔ اس دلیل کے ضمن میں دعوائے سورت بھی اجمالاً مذکور ہے۔ اور آخر میں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ دلیل کا ثمرہ ہے۔ یعنی وہ اللہ جو صفات مذکورہ سے متصف ہے وہ تمہارا معبود اور کارساز ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی اور وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ الخ تخویف اخروی ہے۔

دوسری عقلی دلیل هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ــــ تا ــــ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ۔ سارے جہان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ سارا نظام شمسی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے اور وہی نظام عالم میں مدبر و متصرف ہے لہٰذا صرف اسی کو پکارو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا الخ تخویفِ اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ الخ (ع ۲) زجر ہے۔ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ الخ تخویف دنیوی۔ جس طرح پہلی قوموں نے ہمارے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور اس کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہوئے اسی طرح اگر تم میرے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤ گے اور دعوائے توحید کا انکار کرو گے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا الخ شکوہ ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے کیونکہ اس میں ہمارے معبودوں کی توہین ہے البتہ تم کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کرلو تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ۔ جواب شکویٰ ہے۔ قرآن میں رد و بدل کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ میں وہی کچھ کہہ سکتا ہوں جو اللہ کی طرف سے وحی ہو

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۔ زجر ہے ۔

تیسری عقلی دلیل وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ ـــ تا ـــ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ اصل میں یہ زجر ہے بصورت شکوٰی۔ لیکن دعوائے سورت پر عقلی دلیل بھی ہے اور اس کے ضمن میں دعوائے سورت بھی مذکور ہے ۔ مشرکین ایسے عقل کے اندھے ہیں کہ وہ اللہ کے سوا ایسے معبودوں کو پکارتے ہیں جن کے اختیار میں نہ نفع دینا اور پھر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ان کے سفارشی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش کرنے یا نفع ونقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں سونپا۔ وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ شکوٰی ہے فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ الخ جواب شکوٰی ہے ۔

چوتھی عقلی دلیل ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ـــ تا ـــ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (ع ۳) جب بحر وبر میں وہی کارساز ہے اور دریاؤں اور سمندروں میں جب ان کی کشتیاں ہولناک موجوں میں گھر جاتی ہیں تو وہ اپنے تمام خیالی کارسازوں اور سفارشیوں کو بھول کر صرف خدائے واحد کو پکارتے ہیں ۔ جب دریاؤں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے ان کی مدد کرتا ہے تو دوسرے موقعوں پر وہ ان کی مدد کیوں نہیں کر سکتا ؟ وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ الخ بشارت اخروی ہے ۔ وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ الخ تخویف اُخروی ۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا الخ یہ تخویف اخروی ہے اور دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی یعنی دنیا میں تم جن کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارتے ہو قیامت کے دن وہ خود کہیں گے مَا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ اور اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ یعنی ہم تو تمہاری دعاء اور پکار سے بالکل بے خبر تھے۔ سفارش تو درکنار، ہمیں تو تمہاری پکار کا ہی علم نہیں تھا

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ـــ تا ـــ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (ع ۴) جب تم خود تسلیم کرتے ہو کہ خالق ورازق، ساری کائنات کا مالک ومختار اور مدبر عالم اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے اور شرک کیوں نہیں چھوڑتے ہو۔ فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ ۔ یہ ثمرۂ دلیل ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ان مذکورہ صفات سے متصف ہے وہی تمہارا معبود برحق اور کارساز حقیقی ہے لہٰذا حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ شکوٰی ہے قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّثْلِہٖ جواب شکوٰی ہے ۔ مشرکین کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے قرآن بنا کر اللہ کے ذمہ لگا دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا : اگر میں ایسا قرآن اپنے پاس سے بنا سکتا ہوں تو تم بھی کم از کم ایسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل زبان ہو اور اپنی امداد کے لئے اپنے تمام حامیوں کو بھی بلا لو ۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ اِلَیْکَ (ع ۵) زجر ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْٓا تخویف اخروی ہے ۔ وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ تخویف دنیوی وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ شکوٰی ہے ۔ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا جواب شکوٰی ہے ۔ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ عذاب کب آئے گا حالانکہ مجھے تو اپنے نفع ونقصان کا بھی علم نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ علم الٰہی میں عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور آئیگا ۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ ۔ زجر مع تخویف دنیوی ۔ وَیَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ شکوٰی قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ جواب شکوٰی وَلَوْ اَنَّ لِکُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ الخ (ع ۶) تخویف دنیوی ہے ۔

چھٹی عقلی دلیل اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــ تا ـــ ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (ع ۶) زمین وآسمان اور ساری کائنات کا مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور موت وحیات بھی اسی کے اختیار میں ہے پھر اس کے ساتھ اوروں کو کیوں پکارتے ہو۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے

ساتویں عقلی دلیل قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ ـــ تا ـــ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ۔ اس دلیل سے شرک فعلی کی نفی مقصود ہے ۔ جب ہر چیز کا مالک وخالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی زمین وآسمان سے تمہاری روزی کا انتظام کرتا ہے ۔ یہ غلے میوے، پھل اور چوپائے تمہارے لئے اسی نے پیدا کئے ۔ پھر تم نے اپنی مرضی سے ان کو حلال وحرام کرنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ نے تمہیں اس کی کوئی اجازت نہیں دی ۔

آٹھویں عقلی دلیل وَمَا تَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْہُ ـــ تا ـــ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ع ۷) یہ دلیل نفی شرک فی العلم پر قائم کی گئی ہے ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ الخ بشارت اخروی ۔ وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔

نویں عقلی دلیل اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ۔ تمام انبیاء واولیاء اور ملائکہ کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ملک اور تصرف میں ہیں اور سب اس کے محتاج اور نیازمند ہیں ۔ پھر تم ان کو کیوں پکارتے ہو ۔ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الخ زجر برائے مشرکین ۔

دسویں عقلی دلیل ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا الخ (ع ۷) اس کا ماحصل گذشتہ دلائل کے ضمن میں گذر چکا ہے ۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۔ شکوٰی ۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دنیا میں اپنا نائب بنا رکھا ہے اور انہیں کچھ اختیارات سونپ رکھے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس قول کا یہاں رد فرمایا ۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے وہاں مشرکین کے اس قول کا رد بھی فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ۭ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ (ع ۱۴) سُبْحٰنَہٗ ۭ ھُوَ الْغَنِیُّ الخ پانچ وجوہ سے شکوے کا جواب ہے ۔ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ الخ زجر مع تخویف اخروی ۔ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ الخ (ع ۸) تخویف دنیوی کا ایک تفصیلی نمونہ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ رُسُلًا الخ تخویف دنیوی کا ایک اجمالی نمونہ ۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی وَھٰرُوْنَ ـــ تا ـــ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (ع ۹) تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ۔ فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الخ زجر ہے ۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ الخ (ع ۱۱) مسئلہ توحید کو ماننے اور حق کو قبول کرنے کی ترغیب ۔

دلیل وحی

وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی اِلَیْكَ الخ سورت کے اختتام پر دلیل وحی لائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ دعوائے توحید اور اسکے دلائل جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائے ہیں میں صرف انہی کا اتباع کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے شرک کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی اس لئے شرک کی تمام انواع واقسام باطل ہیں وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے ۔ یعنی آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور مسئلہ توحید کی واشگاف تبلیغ فرمائیں اور مشرکین کی طرف سے آنے والی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر واستقلال کا دامن تھامے رہیں اور آپ کے عزم وثبات میں تزلزل اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے ۔ آخر کار فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوگا مشرکین ذلیل وخوار اور مغضوب ومقہور ہوں گے ۔ اور آپ اور آپ کی جماعت اپنے موقف میں کامیاب اور دنیا وآخرت میں کامران و سرخرو ہوں گے ۔

مختصر خلاصہ

دعوائے سورت :- نفی شفاعت قہری ۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے ۔ پہلے اجمالاً (مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ) پھر دلیل کے ضمن میں (وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ) اور تیسری بار تفصیلاً (قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ الاٰیۃ) اس دعوے کے ثبوت میں گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں ۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی ۔ دس دلائل عقلیہ میں سے ساتویں دلیل نفی شرک فعلی اور آٹھویں نفی شرک فی العلم کے لئے ہے اور باقی نفی شرک فی التصرف کے لئے ہیں ۔ ان میں پانچویں دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہے ۔ تینوں جگہوں میں دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ سورت میں موقع بموقع خصوصی زجریں ، شکوے ، تخویفیں اور بشارتیں بھی مذکور ہیں ۔

ك١ الٓرٰ - یہ حروف مقطعات میں سے ہے اس کی صحیح مراد صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے - ك٢ تلك الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس سورت میں مسئلہ توحید پر زیادہ تر دلائل عقلیہ ذکر کئے گئے ہیں - اس لئے ابتداءِ سورت میں بطور تمہید تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ سے اس طرف اشارہ فرمایا - قرآن مجید کی جن سورتوں کی ابتداء میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے ان سورتوں میں زیادہ زور دلائل عقلیہ کے بیان پر دیا گیا ہے اور جن کی ابتداء کتاب کی صفت مبین وارد ہوئی ہے - ان سورتوں میں زیادہ تر دلائل نقلیہ مذکور ہیں - سورۂ لقمان کے شروع میں فرمایا - الٓمّٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ - سورۂ لقمان میں اگرچہ ایک دلیل نقلی بھی مذکور ہے مگر زیادہ زور دلائل عقلیہ پر دیا گیا ہے - اسی لئے کتاب کی صفت حکیم لائی گئی ہے - سورۂ زخرف کی ابتداء میں فرمایا حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یعنی کتاب کی صفت مبین فرمائی کیونکہ اس سورت میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہیں سورۂ شعراء کے شروع میں بھی اَلْكِتَاب کی صفت مُبِیْن وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں دلائل نقلیہ ہی مذکور ہیں صرف رکوع ١ میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے - اس میں ترغیب کا پہلو یہ ہے کہ یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں جو ہر چیز کی حقیقت ٹھیک ٹھیک بیان کرتی ہے اور جس کی تمام باتیں حکمت پر مبنی ہیں اس لئے انہیں توجہ سے سنو اور ان پر عمل کرو - ك٣ اَكَانَ لِلنَّاسِ الخ یہ زجر ہے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے - حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رسالت ونبوت سے سرفراز فرمایا تو مشرکین عرب نے اس پر تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑی بلند وبالا شان کا مالک ہے اس لئے اس کا رسول بشر کیونکر ہو سکتا ہے - اس پر یہ آیت نازل ہوئی - قالوا اللّٰه اعظم من ان یکون رسوله بشرًا فانزل اللّٰه تعالیٰ (اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا) استفهام انكار للتعجب (خازن ومعالم ج٣ ص١٧٠ ومظهری ج٥ ص٢) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس تعجب پر انکار فرمایا کیونکہ تمام انبیاء سابقین بھی بشر ہی تھے اس لئے آخری رسول کا بشر ہونا بھی کوئی انوکھی اور تعجب کی بات نہیں - و کل واحد من هٰذه الامور لیس بعجب لان الرسل المبعوثین الی الامم لم یکونوا الا بشرًا مثلهم (مدارك ج٢ ص١١٠) ك٥ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ یہ تخویف اخروی ہے اور وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے - اَنَّ لَهُمْ ای بان لهم - حرفِ جار مقدر ہے قَدَمَ صِدْقٍ وہ اعمال صالحہ جو وہ پہلے بھیج چکے ہیں، یا اس سے مراد بہت اونچا مقام اور بلند رتبہ ہے جس پر وہ فائز ہوں گے - قال مجاهد الاعمال الصالحة التی قدموها (ابن کثیر ج٢ ص٤٠٦ وخازن ج٣ ص١٧٠) وقال عطاء ای مقام صدق لا زوال له ولا بؤس فیه یعنی منزلة رفیعة یسبقون الیها ویقیمون فیها (مظهری ج٥ ص٤) ك٦ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ یہ شکویٰ ہے - هٰذَا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے مشرکین مکہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی خارقِ عادت امور دیکھے اور آپ کی زبانِ مبارک سے کلام مجید سنا تو آپ کو جادوگر کہنا شروع کر دیا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز جادوگر نہیں ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپؐ پر یہ جھوٹا الزام لگاتے تھے - یہ ان کے عجز کی واضح دلیل ہے - جب ایک شخص اپنے مدِ مقابل کی باتوں کا کوئی معقول جواب دینے سے عاجز ہو جاتا ہے تو اپنی خفت مٹانے اور رسوائی چھپانے کے لئے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتا ہے - یہی حال مشرکین مکہ کا تھا کہ وہ قرآن کا مثل پیش کرنے سے تو عاجز ہو گئے مگر حضور علیہ السلام کو (عیاذًا باللّٰه) جادوگر کہنے لگے - وهو دلیل عجزهم واعترافهم به وان کانوا کاذبین فی تسمیته سحرًا (مدارك ج٢ ص١١٠) یعنی یہ کلام تو جادو ہے اس لئے ہم اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں -

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ

له ٣ه یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی کیا لوگوں کو ٤ه

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

تعجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے ایک مرد پر ان میں سے یہ کہ ڈر سنا دے ٥ه لوگوں کو

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

اور خوشخبری سنا دے ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے پایہ سچا ہے اپنے

رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

رب کے یہاں کہنے لگے منکر ٦ه بیشک یہ تو جادوگر ہے صریح

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تحقیق تمہارا رب اللہ ہے ٧ه جس نے بنائے آسمان اور زمین

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

چھ دن میں ٨ه پھر قائم ہوا ٩ه عرش پر تدبیر کرتا

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ

ہے کام کوئی سفارش نہیں کر سکتا ١٠ه مگر اس کی اجازت کے بعد وہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ

اللہ ہے رب تمہارا ١١ه سو اس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے ف اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

لوٹ کر جانا ہے تم سب کو ١٢ه وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار

المنزل ٣

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ك٢ تمہید مع ترغیب الی القرآن ١٢ ك٣ زجر ع استفہام انکاری ہے ك٤ تخویف اخروی ١٢ ك٥ بشارت اخروی ١٢ ك٦ شکویٰ ١٢ ك٧ ذ ترجیح ہے مع عقلی دلیل ك٨ دعوی سورت یعنی نفی شفاعت قہری بھی بالاجمال ذکر ہے ك٩ ثمرہ دلیل مذکور ١٢ ك١٠ مابعد کے لئے تمہید ہے ١٢

موضح قرآن ف جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنی میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دربار ٹھہرایا عرش پر سب کام کی تدبیر وہاں سے ہو - ١٢

ثُمَّ يُعِيدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور کئے تھے

الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب دردناک اس لئے کہ

يَكْفُرُوْنَ ④ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّ

کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا ۱۳ سورج کو چمکتا اور

الْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ

چاند کو چاندنا اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی

وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

اور حساب یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے ۱۴ ظاہر کرتا ہے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ

نشانیاں ان لوگوں کے لئے جن کو سمجھ ہے البتہ بدلنے میں ۱۵ رات

وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور دن اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ⑥ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں البتہ جو لوگ ۱۶ امید نہیں رکھتے

لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ

ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ⑦ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمُ

جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا ہے

منزل ۳

۷ اِنَّ رَبَّكُمُ الخ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر رسول ہونے پر وہ اس قدر حیران اور متعجب ہیں آخر وہ کہتا کیا ہے اور اللہ کے پاس سے پیغام کیا لایا ہے اس کی بات تو غور سے سنو وہ جو کچھ کہتا ہے عقل و فطرت کے عین مطابق اور حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔ یہ توحید (نفی شرک فی التصرف) پر پہلی دلیل عقلی ہے یعنی تمہارا کارساز تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پھر سارے عالم کا نظام کار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زمین و آسمان کی حکومت تنہا اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے۔ اس نے نظامِ عالم کا کوئی شعبہ کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں دے رکھا۔ ۸ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کی تفصیل سورۂ حم سجدہ ع ۲ میں مذکور ہے۔ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ دو دن میں زمین پیدا کی وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ اور دو دن میں پہاڑ پیدا کئے اور زمین میں مختلف خاصیتیں اور قوتیں ودیعت فرمائیں۔ اس طرح زمین کی پیدائش ہر لحاظ سے چار دن میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ ساتوں آسمانوں اور پورے نظامِ شمسی کی تخلیق دو دن میں مکمل ہوئی اس طرح زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سارے عالم کو آنِ واحد میں بھی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ بالتدریج پیدا کیا تاکہ ہر ہر چیز کی تخلیق میں اس کی قدرت کاملہ اور صنعت بے مثال کا اظہار ہو۔ ۹ ثُمَّ اسْتَوٰى الخ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ استواء علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے یعنی زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کی حکومت و سلطنت اور سارا نظامِ عالم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس نے نظامِ عالم کا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ تفصیل سورۂ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (۶۳) صفحہ ۳۶۶۔ ۱۰ مَا مِنْ شَفِيْعٍ الخ یہ دعوائے سورت یعنی نفی شفاعت قہری کی بالاجمال صراحت ہے۔ جب زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اسی کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر کون ہے جو اس کے سامنے دم مار سکے اور اس سے اپنی بات منوا سکے۔ یہاں دنیا اور آخرت میں شفاعت قہری کی نفی ہے اور آخرت میں شفاعت بالاذن کا اثبات ہے۔ مشرکین کا خیال تھا کہ وہ جن بزرگانِ خدا کو پکارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تمام کام کرا دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں اس شفاعت کی نفی فرما دی البتہ آخرت میں اللہ کے اذن سے شفاعت ہوگی اور وہ صرف ان گناہ گاروں کے لئے ہوگی جو دنیا سے ایمان لیکر رخصت ہوئے۔ مشرکوں کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔ مسئلہ شفاعت کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے حاشیہ (۵۰۱) صفحہ ۱۲۵۔ ۱۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ الخ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو مذکورہ بالا صفات سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ذلکم العظیم الموصوف بما وصف بہ ... (فاعبدوہ) وحدوہ ولا تشرکوا بہ بعض خلقہ من انسان او ملک فضلاً عن جماد لا یضر و لا ینفع (مدارک ج ۲ ص ۱۱۷) ۱۲ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ الخ یہ مابعد کے لئے تمہید ہے۔ مشرکین اگر مسئلہ توحید مان لیں تو ان کا فائدہ ہے کیونکہ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ لام برائے عاقبت ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ بِالْقِسْطِ یعنی انصاف کے ساتھ۔ حرف جار لِيَجْزِيَ سے متعلق ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ۱۳ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل ہے، خبر معرفہ ہونے کی وجہ سے مفید حصر ہے یعنی صلہ میں جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ نظامِ شمسی نظامِ عالم کا سب سے اہم حصہ ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت

توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

دلیل ثانی کا ثمرہ ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اور ان کو روشنی عطا فرمائی اور چاند کے دورے کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ اس کے دورے سے مہینوں اور سالوں کی تعداد معلوم ہو سکے۔ ماہِ رمضان، ذی الحجہ اور دیگر مہینوں اور دنوں کی تعیین ہو سکے جن سے اسلامی احکام متعلق ہیں نیز دنیوی کاروبار اور معاملات کے اوقات کا اندازہ ہو سکے۔ سورج کو ضیاء اور چاند کو نور فرمایا کیونکہ لفظ نور عام ہے اور ضیاء خاص ہے یعنی نور کا سب سے قوی فرد بالفاظ دیگر روشنی کی کامل اور تام کیفیت کا نام ضوء ہے بعض نے کہا ہے ذاتی روشنی کو ضوء اور مستعار روشنی کو نور کہا گیا۔ والنور اعم من الضوء فانہ اقوی افراد النور وقیل ما بالذات ضوء وما بالعرض نور (مظہری ج ۵ ص۹) فالنور اسم لاصل ھٰذہ الکیفیۃ والضوء اسم لھٰذہ الکیفیۃ اذا کانت کاملۃ تامۃ قویۃ فلھٰذا اخص الشمس بالضیاء لانھا اقوی واکمل من النور وخص القمر بالنور لانہ اضعف من الضیاء الخ (خازن ج ۳ ص۱۶۷) **۱۴ لفظ الحق** مختلف معنوں کیلئے آتا ہے (۱) بمعنی سچائی اور صداقت، باطل کے مقابلہ میں جیسا کہ فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ (انبیاء ع۲) (۲) کبھی لہو اور عبث کے مقابلے میں آتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ الآیۃ (دخان ع۲) یہاں دونوں معنوں کا احتمال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور سارا نظام کائنات سب سے بڑی سچائی (توحید) کے ساتھ پیدا کیا ہے اور یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد عدل ہے۔ اگر با بمعنی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار و بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ای لبیان الحق و الباطل (ابن عباس ص۱۳۱) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگانِ خدا اس کارخانۂ عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمتِ تامہ پر استدلال کریں۔ یعنی للحق واظہار قدرتہ ودلائل وحدانیتہ ولم یخلق ذلك باطلا ولا عبثا (خازن ج ۳ ص۱۶۷) **۱۵** یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بنظر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و اطاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (لَاٰيٰتٍ) لعلامات لوحدانیۃ الرب (لِقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ) یطیعون (ابن عباس ص۱۳۱)

ما بشارت اخروی ۱۲

النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

آگ بدلہ اس کا جو کماتے تھے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ

کام کئے اچھے ۱۶ ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ⑨ دَعْوٰىهُمْ

ان کے نیچے نہریں باغوں میں آرام کے ان کی دعا

فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ

اس جگہ یہ کہ ف۱ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام اور

اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑩ وَ

خاتمہ ان کی دعا کا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہان کا ف۱ اور

ع ۱ ۶

لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ

اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو ف۲ برائی جیسے کہ جلدی مانگتے ہیں وہ بھلائی ف۲

لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

تو ختم کر دی جائے ان کی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جن کو امید نہیں

لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑪ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

ہماری ملاقات کی ان کی شرارت میں سرگرداں ف۳ اور جب پہنچے انسان کو

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا

تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں ف۴

عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ

اس سے وہ تکلیف چلا جائے گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح ف۵

زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫ وَلَقَدْ

پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں اور البتہ ف۶

۱۶ تخویف اخروی برائے منکرین قیامت و مسئلہ توحید۔ مسئلۂ توحید اور قیامت کو دلائل واضحہ سے ثابت کرنے کے بعد نہ ماننے والوں کو عذابِ آخرت کی تخویف فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارتِ اخروی برائے مؤمنین۔ **۱۷** اس پر بظاہر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب وہ ایمان بھی لے آئے اور نیک کام بھی کرنے لگے تو ہدایت یافتہ تو وہ ہوئے پھر يَهْدِيْهِمْ کا

موضح قرآن ف۱ اول عجائب نعمتیں دیکھ کر کہیں گے پاک ذات یعنی سبحان اللہ پھر اس کی لذت پا کر کہیں گے الحمد للہ اور جنت میں طور ملاقات یہی ہے السلام علیک جو دنیا میں مسلمان کرتے ہیں ۱۲ ف۲ یعنی آدمی چاہتا ہے کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے یا نیک دعا، شتاب بر آوے۔ سو اگر حق تعالیٰ شتاب کرے تو اپنی بدی کے وبال سے فرصت نہ پاویں مگر دونوں میں تحمل ہے، تا نیک لوگ تربیت پاویں اور بد لوگ غفلت میں پڑے رہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی و نعمت مید ہد ۱۲

کیا مطلب ؟ اس لئے یَھۡدِیۡھِمۡ سے ایمان وعمل صالح پر ثابت قدم رکھنا اور استقامت عطا کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ ایمان کی بدولت ان کو صراط
مستقیم اور ایمان پر ثابت قدم رکھیگا ای یسدد ھم بسبب ایمانھم للاستقامۃ علی سلوک الطریق السدید المؤدی الی الثواب (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) یا مطلب یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی بدولت آخرت میں ان کو جنت کی راہ دکھائے گا اور وہ سیدھے جنت میں داخل ہوں گے ۔ قال مجاھد یھدیھم علی الصراط الی الجنۃ یجعل
لھم نورًا یمشون بہ (خازن ج ۳ ص۱۷۱ و مظھری ج ۵ ص۱۱) **۱۸** دعویٰ کے معنی قول اور کلام کے ہیں یعنی جنت میں اہل جنت کا کلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس ہی ہوگا

اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَمَّا ظَلَمُوۡا ۙ وَجَآءَتۡهُمۡ
ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے حالانکہ آئے تھے انکے پاس
رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى
رسول ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم
الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰكُمۡ خَلٰٓئِفَ فِى الۡاَرۡضِ
قوم گنہگاروں کو پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں
مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لِنَنۡظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى
ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں
عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا
ان کے سامنے آیتیں ہماری واضح کہتے ہیں وہ لوگ جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی
ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ ؕ قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ
لے آ کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈالو تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ
اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِىۡ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى
اس کو بدل ڈالوں اپنی طرف سے میں تابعداری کرتا ہوں اسی کی جو حکم آئے
اِلَىَّ ۚ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّىۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵﴾
میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے
قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوۡتُهٗ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ اَدۡرٰٮكُمۡ بِهٖ ۖ
کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے اور نہ وہ تم کو خبر کرتا اس کی
فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶﴾
کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے
فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ
پھر اس سے بڑا ظالم کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو

۱۔ شکوی ہے ۱۲
۲۔ جواب شکوی ہے ۱۲
۳۔ یہ ماقبل کی دلیل ہے ۱۲ ۴۔ زجر ہے فا تفریعیہ ہے ۱۲

ای قولھم وکلامھم (خازن ج ۳ ص۱۷۱) یا دعویٰ بمعنی دعاء ہے سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ یعنی اے اللہ تو پاک ہے اس سے کہ تیرے سامنے کوئی شفیع غالب ہو وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا مسئلہ توحید ماننے کی وجہ سے آج آخرت کے عذاب سے امن وسلامتی کی تمہیں خوشخبری دی جاتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو امن وسلامتی کا تحیہ پیش کریں گے ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ یعنی صفات کارسازی اور صفاتِ الوہیت اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں اور عبادت اور پکار کے لائق وہی ہے ۔ اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت شان ملاحظہ کریں گے اور جنت کی گوناگون نعمتیں دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس اور تعظیم وتحمید بجا لائیں گے ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا ۔ اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریں گے ۔ (مظھری ملخصاً) اول کلامھم التسبیح واٰخرہ التحمید فیبتدؤن بتعظیم اللہ وتنزیھہ ویختمون بالشکر والثناء علیہ الخ (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) **۱۹** یہ زجر ہے اِسۡتِعۡجَالَهُمۡ منصوب بنزع خافض ہے اس سے پہلے کاف تشبیہ مقدر ہے ای کاستعجالھم بعض دفعہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے عذاب کی دعائیں کرنے لگتے کہ اے اللہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا دین سچے ہیں تو ہمیں آسمان سے پتھر برسا کر یا کسی دوسرے عذاب سے ہلاک کر دے اَللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ (انفال ع ۴) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح لوگ خیر اور بھلائی مانگنے میں عجلت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی دی جاتی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان کے شر اور عذاب کے مطالبے کو بھی پورا کر دیتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ ناگہانی عذاب سے تباہ وبرباد کئے جا چکے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ بطور استدراج ان کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے احکام سے سرکشی کر لیں اور آخر ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا ۔ یَعۡمَهُوۡنَ ای یلعبون او یتحیرون ۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ۔ **۲۰** یہ شکوی ہے ۔ انسان کیا احسان فراموش ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح نشان دیکھ کر اور اس کی بے حساب نعمتیں ملاحظہ کر کے پھر بھی عقل وفکر سے کام نہیں لیتا اور اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے ۔ حالانکہ جب کبھی اس پر کوئی بہت بڑی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے تمام خود ساختہ معبودوں کو بھول کر ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے ۔ مشرکین عرب اپنی معمولی حاجات ومشکلات کے لئے تو اپنے معبودانِ باطلہ کو

موضح قرآن ف اس قرآن کا پند ونصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل ہونا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم سب قبول کر لیں ۔۱۲ ف۲ یعنی اپنی طرف سے میں بناتا تو چالیس برس کی عمر میں بناتا یا اس قسم کا خیال رکھتا ۔۱۲

پکارتے تھے مگر جب کسی شدید ترین مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو سب کو چھوڑ چھاڑ کر صرف رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہ کو پکارتے اور اس کی دہائی دیتے حضرت شیخ رح فرماتے
ہیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے رہتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہیں مانوگے تو اللہ تمہیں المناک عذاب سے ہلاک کر دے گا اس لئے جب وہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں
میں سفر کرتے اور تند و تیز ہواؤں سے خوفناک موجیں کشتیوں کو ڈانواں ڈول کر دیتیں تو فوراً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی اور وہ سمجھنے لگتے کہ شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا،
وہ اب آپہنچا ہے اس لئے خالصۃً اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ جیسا کہ سورۂ یونس ہی میں ہے جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيطَ بِهِمْ
دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الخ (ع ۳) اور سورۂ انعام رکوع ۴ میں ارشاد ہے قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ۔ اور سورہ انعام ہی میں ہے قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (ع ۸) مشرکین کا عقیدہ تھا کہ سارے عالم کا نظام تدبیر امور عظام اور
حوادثِ شدیدہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں و عقیدہ اثباتِ خدائی تعالیٰ و آنکہ خدا خالق آسمان و زمین است و مدبر حوادثِ عظام
و قادر بر ارسال رسل و مجازاۃ عباد بر اعمال ایشاں و مقدر حوادث عظام است و قادر قبل از وقوع آن . . . . درمیانِ ایشاں (مشرکین) ثابت بود (الفوز الکبیر باب اول فصل
اول) **۲۱** لیکن جب ہم نے اس سے مصیبت دور کر دی تو وہ پھر سے اپنی پہلی راہِ شرک پر گامزن ہو گیا اور اپنی تکلیف و مصیبت کو اس طرح بھول گیا کہ گویا اسے کوئی تکلیف
آئی ہی نہ تھی جس کے لئے اس نے خدا کو پکارا تھا۔ ای مضی واستمر علی ما کان علیه قبل ونسی حالة الجهد والبلاء (روح ج ۱۱ ص ۸۰) والمعنى انه استمر على حالته الاولىٰ
قبل ان یمسه الضر ونسی ما کان فیه من الجهد والبلاء والضیق والفقر (خازن ج ۳ ص ۱۶۵) **۲۲** المسرفین یعنی مشرکین وہ جو مشرکانہ اعمال و افعال بجا لاتے ہیں
شیطان ان کے دلوں میں ان کی اچھائی کا تصور بٹھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار سے اعراض کرنے مصیبت دور ہو جانے کے بعد پھر سے اپنے معبودانِ باطلہ کی پکار
کو وہ بہت اچھا کام خیال کرتے ہیں۔ (مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) من الاعراض عن الذکر والدعاء والانهماك في الشهوات (روح) **۲۳** تخویف دنیوی تخوف بذلك كفار
مکہ (خازن) جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔ توحید کا انکار کرتے اور رسالت و قیامت کی تکذیب کرتے ہیں وہ دنیا کی زندگی اور یہاں کی عیش و طرب پر مطمئن نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں
کہ ان کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود وغیرہ کا حشر ان کو اچھی طرح معلوم ہے ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لیکر آئے اور واضح اور روشن دلائل سے مسئلہ
توحید کو بیان کیا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا اور ماننے پر تیار نہ ہوئے تو ہم نے ان کو شدید ترین عذابوں سے نیست و نابود کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوْا یعنی جب انہوں نے اللہ کی توحید کا انکار
کرکے اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلا کر شرک کرنا شروع کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوْا یعنی لما اشرکوا (خازن ومدارك ج ۳ ص ۱۱۹) ای کفروا واشرکوا (قرطبی ج ۸ ص ۳۱۸) كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ مجرموں سے ایسا سلوک کرنا ہماری سنت جاریہ ہے لہٰذا اگر مشرکین مکہ نے بھی عاد و ثمود کی طرح تکذیب کی اور شرک و کفر پر اڑے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا
یعنی کما اهلکنا الامم الخالیة لما کذبوا رسلهم کذلك نهلککم ایها المشرکون بتکذیبکم محمدا صلی الله علیه وسلم (خازن ج ۳ ص ۱۶۶) **۲۴** اقوام گذشتہ کے
بعد اب تمہاری باری ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اپنا آخری پیغمبر پیغام توحید دے کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری بھی آزمائش ہو جائے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ بھی حسب سابق
معاملہ ہوگا۔ ماننے والے جزائے خیر کے مستحق ہوں گے اور منکرین عذاب شدید کے سزاوار۔ **۲۵** قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ۔ یہ شکوی ہے یعنی جب مشرکین کو ہمارا پیغمبر ہماری
آیات بینات پڑھ کر سناتا ہے جن میں دلائل توحید اور ردِ شرک کا بیان ہوتا ہے اور جن میں ان کے معبودانِ باطلہ کی بے بسی اور بیچارگی کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بول اٹھتے ہیں یہ
قرآن تو ہم ماننے سے رہے البتہ اگر اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کر دو الغرض قرآن میں ہمارے معبودوں کی توہین و تحقیر کا مضمون نہ ہو اور نہ اس میں
حشر و نشر کا ذکر ہو تو ہم اسے بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں (وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا) الدالة على حقیة التوحید وبطلان الشرك . . . . ای ائت بکتاب اٰخر
نقرءہ لیس فیه ما نستبعدہ من البعث والحساب والجزاء وما نکرهه من ذم الٰهتنا ومعایبها والوعید علی عبادتها (ابو السعود ج ۴ ص ۸۰) اَوْ بَدِّلْهُ
بان تجعل مکان اٰیة عذاب اٰیة رحمة وتسقط ذکر الاٰلهة وذم عبادتها (مدارك ج ۲ ص ۱۲۰) **۲۶** ضمیر کی جگہ موصول کو رکھ کر ان کے قول کی علت بیان کرنا مقصود
ہے۔ نیز اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اتنی بری بات اس لئے کہی کہ ان کے دلوں میں قیامت کے عذاب کا کوئی کھٹکا نہیں۔ وضع الموصول موضع الضمیر اشعارًا بعلیة ما
فی حیز الصلة للعظیمة المحکیة عنهم وانهم انما اجترؤا علیها لعدم خوفهم من عقابه تعالیٰ یوم اللقاء (ابو السعود ج ۴ ص ۷۹) **۲۷** یہ جواب شکوی ہے
کوئی دوسرا قرآن لانے یا اسی قرآن میں ترمیم کرنے کا مجھ سے مطالبہ تو اس طرح کرتے ہیں کہ قرآن نازل کرنا میرے اختیار میں ہے یا میں اپنی مرضی سے قرآن لا سکتا ہوں حالانکہ مجھے ان باتوں کا
اختیار نہیں میں تو صرف انہی احکام کی پیروی کرتا ہوں جو ذریعہ وحی میرے پاس اللہ کی طرف سے آتے ہیں میں اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس کے احکام کی
خلاف ورزی کروں اور اس کی کتاب کے احکام میں رد و بدل کروں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ انی اخشی من الله ان خالفت امرہ او غیرت احکام کتابه او
بدلته فعصیته بذلك ان یعذبنی بعذاب عظیم فی یوم تذهل کل مرضعة عما ارضعت (خازن ج ۳ ص ۱۶۷) **۲۸** یعنی سب کچھ اللہ کے اختیار و مرضی سے ہے
میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے نہ بھیجتا اور میں تم کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر نہ سناتا اور میری وساطت سے اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن کی خبر نہ دیتا۔ والمعنی ان
الامر کله منوط بمشیئته تعالیٰ ولیس لی منه شیء قط (ابو السعود ج ۴ ص ۸۰) یعنی لوشاء الله لم ینزل علی هٰذا القراٰن ولم یأمرنی بقراءته علیکم (خازن)
۲۹ یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے میں تم میں ایک طویل عرصہ یعنی چالیس برس رہ چکا ہوں میری امانت و دیانت تم بخوبی جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے کسی سے
لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تو معلوم ہوا کہ اب میں جو قرآن تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ میرا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے حکم سے پیش کرتا ہوں ای من قبل
القرآن تعرفونني بالصدق والامانة لا اقرأ ولا اكتب ثم جئتكم بالمعجزات (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۲) اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تو کیا اب بھی تم نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے
کہ یہ قرآن اور اس میں مذکور مسئلہ توحید میری اختراع نہیں بلکہ یہ سب کچھ من جانب اللہ ہے۔ **۳۰** یہ زجر ہے۔ فا تفریعیہ ہے یعنی جب دلائل عقلیہ قاہرہ سے شرک کی نفی اور ممانعت

ثابت ہوگئی تو اس کے بعد بھی جو شخص شرک نہ چھوڑے اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے یعنی ایک طرف تو شرک کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کے فعل سے خوش ہے اور اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو پکارنے کی اجازت دی ہے ایسا شخص یا وہ جو قرآن کے من جانب اللہ ہونے اور دلائل توحید کو جھٹلاتا ہے ان سے بڑھ کر دنیا میں کون ظالم ہوسکتا ہے۔ یعنی فزعموا ان لہ شریکا وولدا ... کذب بایاتہ یعنی جحد بکون القراٰن من عند اللہ وانکر دلائل التوحید (معالم وخازن ج ۳ ص ۱۸۰) استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے بڑا ظالم کوئی نہیں استفہام بمعنی الجحد ای لا احد اظلم ممن افتریٰ الخ (قرطبی) **۳۱** یہ زجر ہے بطور شکویٰ اور توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور پکار صرف ایسی ذات کے لئے جائز ہے جس کے اختیار و تصرف میں مخلوق کا نفع ونقصان ہو اور ایسی ذات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ مشرکین جن کو نافع وضار سمجھ کر پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز و بے بس ہیں۔ نفع و ضر ان کے اختیار میں نہیں۔ لہٰذا ان کی عبادت و پکار بھی جائز نہیں۔ یہاں دعوائے سورت بھی ضمناً مذکور ہے یعنی مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اختیار نہیں دیا۔ **۳۲** یہ مشرکین کی طرف سے اپنے فعل شرک کے ارتکاب کے لئے معذرت ہے۔ یعنی ہم اللہ کے جن نیک اور برگزیدہ بندوں کو پکارتے ہیں انہیں مستقل بالذات نافع وضار یا متصرف و مختار نہیں سمجھتے بلکہ ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور اللہ سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو پکارتے ہیں۔ ای تشفع لنا عند اللہ فی اصلاح معاشنا فی الدنیا (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۲) یعنی دنیا میں خوشحالی اور معاشی فارغ البالی ہمیں انہی معبودوں کی سفارش کے صدقے حاصل ہوتی ہے۔ سفارش سے دنیوی سفارش مراد ہے کیونکہ مشرکین آخرت کے قائل ہی نہ تھے۔ بعض کے نزدیک آخرت میں شفاعت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال قیامت آگئی تو ہمارے معبود ہمیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لیں گے جیسا کہ نضر بن حارث نے کہا تھا قیامت کے دن میرا معبود لات میری سفارش کرے گا۔ عن النضر بن الحارث اذا کان یوم القیامۃ یشفع لی اللات (ابو السعود ج ۴ ص ۵۰۸) مشرکین عرب اللہ کے جن برگزیدہ اور نیک بندوں کو پوجتے اور پکارتے تھے ان میں کچھ تو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور کچھ اولیاء کرام۔ انہوں نے ان بزرگوں کے بت بنا کر عبادت خانوں میں نصب کر رکھے تھے اور بظاہر عبادت کا برتاؤ انہی بتوں سے کرتے تھے۔ انہی کے آگے سجدے کرتے۔ انہی کے سامنے نذریں نیازیں رکھتے۔

۳۱ زجر بطور شکویٰ اور توحید پر تیسری عقلی دلیل
۳۲ عذر مشرکین برائے ارتکاب شرک ۱۲
۳۳ جواب عذر مشرکین ۱۲
۳۴ شکویٰ ۱۲
۳۵ جواب شکویٰ مع زجر ۱۲

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ
بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا ف۱ اور پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا ۳۱
اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ
اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع اور کہتے ہیں ۳۲ یہ تو
شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا
ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس تو کہہ کیا اللہ کو بتلاتے ہو ۳۳ جو اس کو
يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ
معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے
عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
اس سے جس کو شریک کرتے ہیں ف۲ اور لوگ جو ہیں ۳۴ سو ایک ہی امت
وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ
ہیں پیچھے جدا جدا ہو گئے اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکتی تیرے رب کی
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُونَ
تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس بات میں کہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں ۳۵
لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا
کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو کہہ دے کہ ۳۶
الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ
غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ
الْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن
انتظار کرتا ہوں ف۳ اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو مزا اپنی رحمت کا ۳۷
بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ
بعد ایک تکلیف کے جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے ہماری قدرتوں میں ف۴

ع ۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر میں بناتا ہوں تو مجھ سا ظالم نہیں اور میں جو سچا ہوں تو جھٹلانے والوں پر یہی بات ہے ۱۲ ف۲ جو مشرک ہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اس کی طرف سے ہم پر مختار ہیں سو فرمایا کہ اگر اس نے مختار کئے ہوتے تو آپ ان سے منع کیوں کرتا اور جو کہیں کہ ہمارے دین میں منع نہیں کیا تم کو منع کیا ہوگا تو اگلی آیت میں اس کا جواب ہے کہ دین اللہ کا ایک ہے جب لوگ بہک گئے ہیں پھر ان کو بتا دیا ہے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں۔ اور جو کہیں کہ اگر تم سچے ہوتے تو ہم پر دنیا میں عذاب آتا اس کا جواب بھی آگے ہے کہ فیصلے کا دن آتا ہے ۱۲ ف۳ یعنی اگر کہیں کہ ہم کیونکر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے فرمایا کہ آگے دیکھو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کرے گا۔ اور مخالف ذلیل ہوں گے سو ویسا ہی ہوا۔ سچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں تو فیصلہ ہو جاوے فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۴ یعنی بکفرانِ نعمت ۱۲

اور انہی کے روبرو کھڑے ہوکراور گڑگڑا کرحاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دعائیں کرتے تھے مگر اس سے ان کا مقصد ان بے بس بتوں اور بے جان مجسموں کو معبود اور کارساز سمجھنا ہرگز نہ تھا بلکہ یہ بت تو محض توجہ کی یکسوئی کے لئے بطور قبلہ تھے ان کا مقصد یہ تھا جب وہ ان انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے بتوں کی عبادت و تعظیم بجالائیں گے تو وہ اکابران سے خوش ہوکر خدا کے یہاں ان کی سفارش کرینگے انھم وضعوا ھٰذہ الاصنام علی صور انبیاءھم و اکابرھم و زعموا انھم متی اشتغلوا بعبادۃ ھٰذہ التماثیل فان اولٰئك الاکابر یشفعون لھم عند اللہ تعالٰی (ابو السعود ج ۴ ص ۱۰۸) مشرکین کا بتوں سے برتاؤ بعینہٖ ایسا ہی تھا جیسا کہ آجکل کے قبر پرستوں کا قبروں سے ہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا

کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلہ بازی

تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ

تمہاری ف ۱ وہی تم کو پھراتا ہے ۳۵ جنگل اور دریا میں

حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ

یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لیکر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے

وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ

اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی ان پر موج

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا

ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ

اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر تو نے بچا لیا ہم کو

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا

اس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب بچا لیا ان کو اللہ نے لگے

هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ

شرارت کرنے اسی وقت زمین میں ناحق سنو لوگو ۳۶

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ

تمہاری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو دنیا کی زندگانی کا

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کر آنا پھر ہم بتا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے ۳۷

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ

دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے

آجکل بہت سے لوگ قبروں کی عبادت و تعظیم بجالاتے ہیں قبروں کو سجدے کرتے اور ان پر نذریں منتیں چڑھاتے ہیں۔ اس سے انکا مقصود قبروں کی عبادت و تعظیم نہیں ہوتا بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس طرح قبروں والے ہم سے خوش ہوکر اللہ کے یہاں ہماری سفارش کرینگے۔ امام رازی رح نے مشرکین عرب اور اپنے زمانے (ساتویں صدی) کے مشرکین کے فعل کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انھم وضعوا ھٰذہ الاصنام والاوثان علی صور انبیآئھم و اکابرھم و زعموا انھم متی اشتغلوا بعبادۃ ھٰذہ التماثیل فان اولٰئك الاکابر تکون شفعآء لھم و نظیرہ فی ھٰذا الزمان اشتغال کثیر من الخلق بتعظیم قبور الاکابر علی اعتقاد انھم اذا اعظموا قبورھم فانھم یکونون شفعآء لھم عند اللہ (کبیر ج ۴ ص ۵۱۹) امام ابو السعود حنفی اور امام رازی شافعی کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت پتھر کے بے جان ٹھاکروں کے بارے میں نہیں بلکہ انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں ہے۔ ۳۳ یہ مشرکین کے مذکورہ دعوٰی کا جواب ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اگر ہوتا تو اللہ تعالٰی کے علم میں ہوتا اور کتب سابقہ میں اس کا ذکر ہوتا مگر تم (اے مشرکین عرب) اللہ تعالٰی کو ایک ایسی بات بتانا چاہتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا کیونکہ سرے سے اس کا وجود ہی نہیں۔ اتخبرون اللہ ان لہ شریکًا فی ملکہ او شفیعا بغیر اذنہ واللہ لا یعلم لنفسہ شفیعًا فی السمٰوات و لا فی الارض لانہ لا شریك لہ فلذلك لا یعلمہ (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۲) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ ان شرکاء اور شفعاء سے پاک ہے جن کو وہ اللہ کے شریک اور اس کے یہاں سفارشی ٹھہراتے ہیں۔ ۳۴ فَاخْتَلَفُوْا کے بعد کا مضمون مقدر ہے ای بعث اللہ النبیین الخ بقرینہ سورۂ بقرہ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ الخ اور سورۂ بقرہ میں فَبَعَثَ سے پہلے فَاخْتَلَفُوْا مقدر ہے بقرینہ آیت زیر تفسیر جیسا کہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے (ص ۱۰۱۔ حاشیہ نمبر ۴۰۵) لوگوں کے امت واحدہ ہونے اور پھر مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہوں میں مذکور ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے توحید تھی اور تمام لوگ توحید پر متفق تھے کیونکہ توحید دین فطرت ہے۔ اسکے بعد بدعمل اور بے دین لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور محض ضد کی وجہ سے مسئلہ توحید کی حقانیت کو جانتے ہوئے اس کا انکار کیا۔ اس اختلاف کو مٹانے اور مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالٰی نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ قرآن مجید کی اس موضوع پر متعدد آیتوں کو یکجا کرنے سے حسب ذیل امور واضح طور سے معلوم ہوتے ہیں (۱)

ﷺ توحید پر یہ بھی عقلی دلیل ہے
ﷺ دنیا کی حقارت اور ناپائیداری کا بیان ۱۲
ﷺ حقارت دنیا کی تمثال ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر اللہ پر رہتی ہے۔ جب کام بن گیا لگا اسباب پر رکھنے سو ڈرتا نہیں کہ پھر اللہ ایک اسباب کھڑا کر دے اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اسی کی صورت آگے بیان فرمائی۔

فتح الرحمن ف ۱ بعد ازاں خدائے تعالٰی بیان می فرماید کیفیت مکر و کفران نعمت ۱۲

(۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا؟ غلط کار اور باغی عالموں نے (۲) اختلاف کب کیا گیا؟ جب آیات بینات سے توحید کو واضح کر دیا گیا اور اختلاف کرنیوالوں کو مسئلہ توحید کی سچائی کا پورا
پورا علم ہوگیا یعنی علماء سوء نے جان بوجھ کر عمدًا اور قصدًا توحید میں اختلاف ڈالا۔ (۳) اختلاف کیوں پیدا کیا گیا؟ علماء سوء نے محض ضد وعناد اور دنیوی ریاست کی وجہ سے مسئلہ توحید
کے مقابلے میں شرک کا محاذ کھولا اور توحید سے اختلاف کیا۔ پہلی بات سورۂ بقرہ میں مذکور ہے وما اختلف فیه الا الذین اوتوه من بعد ما جاءتهم البینت بغیا
بینهم (بقرہ ع ۲۶) یہاں اختلاف کو اہل علم کی جماعت میں منحصر کیا گیا۔ دوسری بات کو سورۂ آل عمران اور شوریٰ میں ذکر کیا گیا۔ وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من
بعد ما جاءهم العلم بغیا بینهم (آل عمران ع ۲) وما تفرقوا الا من بعد ما جاءهم العلم بغیا بینهم (شوریٰ ع ۲) ان دونوں آیتوں میں اہل کتاب کے
اختلاف وتفرق کو مسئلہ توحید کا علم ہو جانے کے بعد کی حالت میں منحصر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اختلاف جہالت ونادانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ دیدہ ودانستہ محض ضد وعناد اور راہِ حق
سے بغاوت کی بناء پر تھا۔ تیسری بات ان تینوں آیتوں میں لفظ بغیا، اختلف اور تفرقوا کا مفعول لہٗ ہے جو ان کے اختلاف وتفرق کی علت بیان کر رہا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے
ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ آل عمران ص۱۴۷ حاشیہ ۲۸۔ **۳۵** یہ شکویٰ ہے اٰیۃ یعنی ان کا منہ مانگا معجزہ۔ مشرکین اگرچہ بڑے بڑے معجزے دیکھ چکے اور توحید کے واضح دلائل وبراہین سن چکے تھے مگر
ضد وعناد اور انتہائی سرکشی کی بناء پر ان میں غور وفکر نہ کیا اور مزید معجزہ لانے کا مطالبہ کر دیا۔ ارادوا اٰیۃ من الاٰیات التی اقترحوها کانهم لفرط العتو والفساد ونهایۃ
التمادی فی المکابرۃ والعناد لم یعدوا البینات النازلۃ علیه علیه السلام من جنس الاٰیٰت واقترحوا غیرها مع انه قد انزل علیه من الاٰیات الباهرۃ و
المعجزات المتکاثرۃ الخ (ابو السعود ج ۴ ص۸۸) مشرکین کہتے مکہ کے پہاڑوں کو ہمارے لئے سونا بنا دو یا کم از کم تمہارا گھر ہی سونے کا ہو یا ہمارے فلاں فلاں باپ دادا کو زندہ کرو
وغیرہ وغیرہ ای معجزۃ غیر هذه المعجزۃ فیجعل لنا الجبال ذهبا ویکون له بیت من زخرف ویحیی لنا من مات من اٰبائنا (قرطبی ج ۸ ص۳۲۳) **۳۶** یہ جواب شکویٰ ہے
یعنی معجزہ لانا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور معجزہ میرے ہاتھوں پر ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ کب ظاہر ہوگا۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور علم غیب ذاتِ باری تعالیٰ
کے ساتھ مختص ہے۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں اور نہ وہ میرے بس کی بات ہے اور نہ معجزہ اپنے اختیار سے ظاہر کرنا جیسا کہ تم چاہتے ہو نبوت ورسالت کے لوازم میں سے ہے والمعنٰی ان
ما اقترحتموه وزعمتم انه من لوازم النبوۃ وعلقتم ایمانکم بنزوله من الغیوب المختصۃ باللہ تعالیٰ لا وقوف لی علیه (ابو السعود ج ۴ ص۸۸) لہٰذا تم اپنے مطلوبہ معجزے
کا انتظار کرتے رہو اور میں بھی منتظر ہوں کہ آیات بینات کے انکار وجحود اور بے جا مطالبے کی اللہ تعالیٰ تمہیں کیا سزا دیتا ہے۔ **۳۷** یہ زجر ہے انسان کی ناشکری اور احسان فراموشی کا یہ عالم
ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف ومصیبت دور کر کے اسے راحت وخوشحالی سے ہمکنار کر دیتا ہے تو وہ شکر بجا لانے کے بجائے اللہ کی آیتوں میں حیل وحجت کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو اللہ کا
کلام ہی نہیں ای مکروا باٰیاتنا بدفعها وانکارها (مدارک ج ۲ ص۱۲۱) قل اللہ اسرع مکرا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے جحود وانکار پر ان کو بہت جلد عذاب دے سکتا ہے۔ مشرکین
نے اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں اس کی آیات کے انکار کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی سزا دینے کی ایک نہایت ہی لطیف تدبیر نکالی کہ کراماً کاتبین کو ان کے تمام برے بھلے اعمال
کی ڈائری لکھنے پر مامور فرما دیا اور اس کے مطابق انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور اس طرح وہ سرِ محشر ذلیل ورسوا ہوں گے۔ ان رسل اللہ یکتبون مکرهم ویحفظونه و
تعرض علیهم ما فی بواطنهم الخبیثۃ یوم القیٰمۃ ویکون ذلک سببا للفضیحۃ التامۃ والخزی والنکال نعوذ باللہ تعالیٰ منه (کبیر ج ۴ ص۷۷۲) **۳۸** یہ توحید پر
چوتھی عقلی دلیل ہے جرین بهم یہاں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ یعنی پہلے مشرکین کو ضمیر خطاب سے مخاطب فرمایا اس کے بعد ضمیر خطاب کی جگہ
ضمیر غائب استعمال فرمائی۔ جب مشرکین سمندروں اور دریاؤں میں سفر کرتے اور ہوا کا رُخ موافق ہوتا تو بہت خوش ہوتے لیکن اگر ان کی کشتیاں طوفانِ باد وباراں میں گھر جاتیں
تو نہایت خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے اور معبودانِ باطلہ کو بھول جاتے اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کرتے کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی
تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اور صرف تیری ہی عبادت کریں گے۔ اور ہر کام میں تجھے ہی پکارا کریں گے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیاں صحیح سلامت کنارے لگا دیتا تو وہ
پھر شرک کرنے لگتے۔ دعوا اللہ مخلصین ای دعوه وحده وترکوا ما کانوا یعبدون (قرطبی ج ۸ ص۳۲۵) مشرکین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے
کہ اگر مسئلہ توحید نہ مانو گے تو اللہ کا عذاب آئیگا جو تمہیں نیست ونابود کر دے گا۔ جب وہ دریاؤں کی غضبناک موجوں میں گھر جاتے تو انہیں خیال آتا شاید جس عذاب سے پیغمبر
ڈراتا تھا وہ عذاب آگیا اس لئے خالصۃً اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ **۳۹** یہ تنبیہ ہے اور اس سے دنیا کی تحقیر اور بے وقعتی کا بیان مقصود ہے متاع الحیٰوۃ منصوب بنزع
خافض ہے ای فی متاع الحیٰوۃ الخ جس دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کو نہیں مانتے ہو وہ بہت حقیر اور بالکل ناپائیدار ہے۔ اس چند روزہ دنیا میں تم اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں
پر ظلم وزیادتی کر لو آخر قیامت کے دن میرے سامنے آؤ گے جہاں اپنے کئے کی سزا پاؤ گے۔ **۴۰** یہ دنیا کی حقارت اور اس کی ناپائیداری کی تمثیل ہے۔ اختلط زیادہ اور
گنجان ہوگئی زخرفها زیور یعنی سرسبز وشاداب کھیتوں اور بوقلموں پھولوں کی وجہ سے زمین مانند عروس خوبصورت ہوگئی۔ وازینت۔ یہ ماقبل کی تفسیر ہے کان لم تغن
بالامس گویا کہ کل گذشتہ اس کا نام ونشان تک نہ تھا جس طرح بارش برسنے کے بعد زمین سرسبز وشاداب اور رنگا رنگ پھولوں سے مزین اور بارونق ہو جاتی ہے لیکن جونہی کوئی ہلاک
آفت آئی بس لہلہاتے کھیتوں اور باغوں کا ستیاناس ہوگیا اور ایسے تباہ ہوئے کہ ان کا نام ونشان تک نہ رہا گویا کہ ہاں کچھ تھا ہی نہیں بالکل یہی حال اس کارگاہ عالم کا ہے اس کی
چہل پہل، زینت وآرائش اور رونق وزیبائش بالکل ناپائیدار اور چند روزہ ہے۔ اس لئے دنیا کی عیش وعشرت میں منہمک ہو کر اللہ کی توحید اور آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

۴۱ع بشارت اخروی ہے دار السلام سے مراد جنت ہے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا خبر مقدم الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ معطوف علیہ مع معطوف مبتدا مؤخر زِيَادَةٌ سے دیدار الٰہی مراد ہے قَتَرٌ سیاہی اور بے رونقی یعنی جن لوگوں نے چند روزہ دنیا پر دین کو ترجیح دی اور پورے اخلاص کے ساتھ توحید و رسالت کو مانا اور شعائر اسلام کی پیروی کی ان کیلئے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ ہے، ان کو ان کے تمام اعمال کی جزا ملیگی اور سب سے بڑا انعام جو انہیں وہاں ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جیسا کہ بہت سے صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔ (وزیادۃ) رؤیۃ الربّ عزوجل کذا عن ابی بکر وحذیفۃ وابن عباس وابی موسی الاشعری وعبادۃ ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۳) قیامت کے دن بدکاروں کی طرح ان کے چہرے سیاہ اور بے رونق نہیں ہوں گے اور نہ ذلت و رسوائی ہی کا انہیں سامنا ہوگا۔ بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے شاہانہ ٹھاٹھ اور خسروانہ آن بان سے ۴۲ع تخویف اخروی برائے مشرکین۔ جن لوگوں نے لذاتِ دنیا میں منہمک ہو کر حق کو ٹھکرا دیا، بداعمالیوں اور مشرکانہ افعال میں زندگیاں بسر کر دیں آخرت میں ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔ میدان حشر میں ذلیل و رسوا ہونگے اور ان کے چہرے اس قدر سیاہ ہوں گے گویا کہ ان کے چہروں پر اندھیری رات کی تاریکی کی تہیں جمی ہوئی ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ الخ یعنے کانما البست وجوههم سوادا من اللیل المظلم (خازن ج ۳ ص ۱۸۷)

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ
پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور
الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا
جانور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق
وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ
اور مزیّن ہوگئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ناگاہ
اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا
پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اسکو کاٹ کر ڈھیر
كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو
لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ
ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں ف۱ اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف ۴۱ع
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ
اور دکھاتا ہے جسے چاہے راستہ سیدھا جنہوں نے
اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ
کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی ف۲ اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر
قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢ
رہا کریں گے اور جنہوں نے کمائیں برائیاں ۴۲ع بدلا ملے برائی کا
بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں ان کو اللہ سے

۴۱ع بشارت اخروی یعنی جنت

۴۲ع تخویف اخروی

موضح قرآن ف یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی بدن میں مل کر نوت پکڑی پھر کام کئے انسانی اور حیوانی جب ہر ہنر میں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آپہنچی... ہمارا حکم پہنچا یعنی پک کر زرد ہوگئی پھر کٹی یا کوئی فوج آپڑی کہ کچی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہاں آتی ہے۔

فتح الرحمن ف۲ یعنی رؤیت خدا تعالیٰ ۱۲

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرۂ دلیل مَكَانَكُمْ سے پہلے فعل ناصب محذوف ہے آی الزموا مذکورہ بالا دلائل سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مشرکین جن معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے اور جن کو عند اللہ شفیعِ غالب خیال کرتے ہیں وہ محض عاجز و درماندہ ہیں اور ان کے اختیار میں کسی کا نفع و ضرر نہیں یہاں بطور نتیجہ اور ثمرۂ آخرت کا منظر پیش کیا گیا کہ دیکھو لو جن کو تم متصرف و کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام تو کیا آئیں گے یا تمہاری سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ تو سرے سے تمہاری عبادت اور پکار ہی کا انکار کردیں گے اور میدانِ حشر میں علی رُؤسِ الاشہاد خدا کی قسم کھا کر اعلان کریں گے کہ وہ تمہاری عبادت اور پکار سے بالکل بے خبر تھے اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں کہ کون ان کی قبر پر آیا، کس نے ان کی قبروں پر سجدے کئے، کون ان کے نام کی نذریں منتیں دیتا رہا اور کون انہیں حاجت روائی کے لئے پکارتا رہا۔ اس سے سماعِ موتی کی نفی مفہوم ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنی فہم و تدبر **۴۴** شرکاء سے یہاں فرشتے، پیغمبر اور اولیاء اللہ رح مراد ہیں جن کے مجسمے بنا کر مشرکین انکی عبادت کرتے ہیں یا جن مردانِ حق کی قبروں پہ جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالے کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تعلیم دی تھی یا ان مشرکانہ افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے ”بارے خدایا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکانہ افعال کا علم بھی نہیں قیل المراد بالشرکاء الملٰئکۃ والمسیح فانھم ما امروا بھا ولا رضوا بھا (مظہری ج ۵ ص۲۴) والمراد بالشرکاء قیل الملٰئکۃ و عزیر والمسیح وغیرھم ممن عبد ہ من اولی العلم الخ (ابو السعود ج ۴ ص ۸۲۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ سورۃ الفرقان ع ۲ میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے فرمائے گا جن کی دنیا میں عبادت کی گئی ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا اور انہیں شرک کی تعلیم دی تھی یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تو نیک لوگ جواب دیں گے سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ اے اللہ تو ہر شرک سے پاک ہے ہم نے دنیا میں اپنی ذات کیلئے تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں بنایا تو اوروں کو ہم کیونکر شرک کی راہ پر ڈال سکتے تھے اسیطرح ایک جگہ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سبا ع ۵) **۴۵** یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان تَبْلُوْا آزما لیگا، جان لے گا یا چکھ لے گا مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن معبودانِ باطلہ کو انہوں نے کارساز اور سفارشی سمجھ رکھا تھا وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی ان کے کام نہ آسکے گا۔ (مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) من ان الھتھم تشفع لھم او ما کانوا یدعون انھا الھۃ (ابو السعود ج ۴ ص ۴۲۲) انھم کانوا یدعون فیما یعبد و نہ انھم شفعاء وان عبادتھم مقربۃ الی اللہ تعالیٰ فنبہ تعالیٰ علی ان ذلك یزول فی الاٰخرۃ ویعلمون ان کل ذلك باطل افتراء واختلاق (کبیر ج ۴ ص ۸۳۵) **۴۶** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی ایسے عقلی امور کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جو فریق مخالف یعنی مشرکین کے نزدیک مسلم ہیں اور فریق مخالف انکو مانتا ہے۔ یہ دلیل ایسے چھ امور پر مشتمل ہے جن کو مشرکین تسلیم کرتے تھے یہ دلیل سابقہ دلیلوں سے بطور ترقی ہے یعنی یہ ایسے امور ہیں کہ مخالف بھی ان کا اقرار کرتے ہیں۔ کما قیل اصح الشھادات

عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ

بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ہیں ان کے چہرے اندھیری رات

الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا

کے ٹکڑوں سے وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ

رہا کریں گے اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو ۴۳ پھر

نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ

کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور

شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَیَّلْنَا بَیْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ

تمہارے شریک پھر تڑا دیں گے ہم آپس میں ان کو اور کہیں گے ان کے شریک ۴۴

مَّا كُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا

تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سو اللہ کافی ہے شاہد

بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی ف

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْۤا اِلَی

وہاں جانچ لے گا ۴۵ ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کرینگے

اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو

یَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ

جھوٹ باندھا کرتے تھے تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو ۴۶ آسمان سے اور

الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ

زمین سے یا کون مالک ہے کان کا ۴۷ اور آنکھوں کا ف۱ اور کون

النصف

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل سابق ۱۲

ع ۱۰/۳

۴۶ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو پوجتے ہیں یا شیطان کو اور نام کرتے ہیں نیکوں کا وہ اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہوگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خالق گوش و چشم باشند ۱۲

مایشہد بہ الاعداء جب کافران باتوں کو مانتے اور اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا اقرار کرتے ہیں تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کارسازی کو بھی مان لینا چاہیئے کہ وہی مالک ومختار اور متصرف وکارساز ہے۔ اول زمین وآسمان سے تمام بنی آدم بلکہ تمام جاندار مخلوق کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دوم سننے کی قوت بھی اللہ ہی نے سب کو عطا کی ہے۔ سوم اسی طرح دیکھنے کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے اور وہ ان دونوں قوتوں کو سلب کر لینے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ چہارم بے جان انڈے اور نطفہ سے جاندار بچہ پیدا کرنا اور پنجم جاندار یعنی انسان اور پرندے سے بے جان نطفہ اور انڈا پیدا کرنا اسی کا کام ہے۔ یا میت سے مراد کافر ہے کیونکہ وہ ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے مردہ ہے اور حیّ سے مراد مؤمن جو دولت ایمان کی برکت سے زندۂ جاوید

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ
نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو
الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ
زندہ سے ف۱ اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی سو بول اٹھیں گے کہ اللہ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ
تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو سو یہ اللہ ہے ف۲ رب تمہارا
الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰی
سچا پھر کیا رہ گیا سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں سے
تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَی
لوٹے جاتے ہو اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی ان
الَّذِیْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ
نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے ف۳ پوچھ کوئی ہے
مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ
تمہارے شریکوں میں وہ جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے
قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ فَاَنّٰی
تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا سو کہاں سے
تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ
پلٹے جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو
یَّهْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ
راہ بتلائے صحیح تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح تو اب جو
یَّهْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْۤ
راہ بتائے ف۴ صحیح اس کی بات ماننی چاہیئے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ

۴۷ ثمرۂ دلیل مذکور ۱۲

۴۸ زجر ۱۳

ہے یا حی سے مراد کھیتی اور میت سے مراد زمین ہے ای النبات من الارض والانسان من النطفۃ والسنبلۃ من الحبۃ والطیر من البیضۃ والمؤمن من الکافر (قرطبی ج ۸ ص ۳۳۵) حق بات یہ ہے کہ یہ جملہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان تمام اشیاء کو شامل ہے۔ ششم زمین وآسمان کا سارا کاروبار اور نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے تدبیر عالم میں وہ یکتا و یگانہ ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ یعنی جب تم یہ ساری باتیں جانتے اور مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر شرک سے کیوں نہیں بچتے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز اور متصرف علی الاطلاق کیوں نہیں مانتے ہو افلا تتقون الشرک فی العبودیۃ اذا اعترفتم بالربوبیۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۴) مشرکین مکہ کا عقیدہ تو یہ تھا کہ مذکورہ بالا امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہیں اور ان کے مزعومہ معبودوں میں ان کاموں کی طاقت نہیں یعنی انہم یعترفون ان فاعل ھذہ الاشیاء ھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۳ ص ۱۹۹) یعنی لا یقدرون علی اسناد ھذہ الامور الی ما یدعونہ الٰہۃ لظہور بطلانہ (مظہری ج ۵ ص ۲۵) مگر آجکل کے مشرک ان سے بھی بازی لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اعتراف کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر چودہویں صدی کے ایک مدعی اسلام نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو برملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش حصہ اول)

۴۷ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ رازق کون ہے اور مالک سمع وبصر کون ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تو پھر اسی کو پکارو اوروں کو کیوں پکارتے ہو۔ اَمَّنْ میں ام منقطعہ ہے (رضی) اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی بات غلط ہے اور اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ ایک امر سے دوسرے امر کی طرف انتقال مراد ہے یعنی بتاؤ تمہیں روزی کون دیتا ہے اچھا اسے رہنے دو ایک اور بات بتاؤ کہ مالک سمع وبصر کون ہے۔ ۴۸ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو صفات بالا سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے نہ وہ جنہیں تم نے بنا رکھا ہے ای ھذا الذی یفعل ھذہ الاشیاء ھو ربکم الحق لا ما اشرکتم معہ (قرطبی ج ۸ ص ۳۳۵) فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ یعنی مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد پھر کس وجہ سے حق سے پھرے جا رہے ہو الَّذِیْنَ فَسَقُوْۤا فسق سے درجہ کاملہ یعنی کفر مراد ہے اور جملہ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ کا بیان ہے جو لوگ مسئلہ توحید کی اس قدر وضاحت کے بعد بھی نہ مانیں اور ضد و عناد سے کفر پر اڑے رہیں ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ مہر جباریت کی وجہ سے انہیں ایمان کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ۴۹ اس سورت میں زجروں کے بیان پر خاص

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے ازل سے ان کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی ان کی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حیوان را از نطفہ ونطفہ را از حیوان ۱۲

طورسے زور دیا گیاہے یہاں سے خصوصی زجروں کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو مشرکین نے صفات مذکورہ کا اعتراف کرلیا اب فرمایا ان سے پوچھو بھلا تمہارے مزعومہ معبودوں میں کوئی ایساہے جو مخلوق کو پیدا کرسکے اور پھر موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرسکے قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ الخ یا کوئی ایسا ہے کہ ہدایت الی الحق اس کے اختیار میں ہو هل من شرکائکم الذین جعلتم انداداللہ احد یهدی الی الحق مثل هدایة اللہ تعالیٰ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵) فرمایا ضد و عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ خود ہی اعلان کردیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو پیدا کیا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ۵۰ اب تم ہی بتاؤ جو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور

اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا
مگر جب کوئی اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو اور وہ
يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ
اکثر چلتے ہیں محض اٹکل پر ۵۱ سو اٹکل کام نہیں دیتی
الْحَقِّ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَمَا
حق بات میں کچھ بھی اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ
كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
نہیں ۵۲ یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا اور لیکن
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ
تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں
لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۷ۣ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے کیا لوگ کہتے ہیں کہ
افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ
یہ بنا لایا ہے ۵۳ تو کہہ دے تم لے آؤ ۵۴ ایک ہی سورت ایسی اور بلا لو جس کو
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸
بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو
بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ
بات یہ ہے کہ ۵۵ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں
تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ
اس کی حقیقت ۵۶ اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۹ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ
کیسا ہوا انجام گنہگاروں ف اور بعضے ان میں یقین کریں گے

۱- تمہید برائے شکوی ۱۲ — ۲- شکوی — ۳- جواب شکوی ۱۲

ہدایت و ضلالت جس کے اختیار میں ہے اس کی پیروی اور عبادت بہتر ہے یا ان کی جو کسی کو ہدایت دینا تو درکنار خود بھی ہدایت نہیں پا سکتے۔ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ان عاجز معبودوں کی عبادت و پکار سے تمہیں کیا ملتا ہے اور تم اپنے لئے کیسا باطل فیصلہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کررہے ہو۔ ۵۱ مشرکین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو محض ظن و تخمین کی پیروی کرتے اور بطور رسم و رواج دوسروں کی دیکھا دیکھی غلط راستے پر چلتے ہیں ۵۲ یہ شکوے کیلئے تمہید ہے۔ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے کسی غیر کا افترا نہیں۔ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ یہ قرآن کے افترا نہ ہونے کی پہلی وجہ ہے یعنی یہ قرآن تو کتب سابقہ کے مضامین کی تصدیق کرتا ہے وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ یہ دوسری وجہ ہے۔ یہ قرآن شرائع اسلام اور فرائض و احکام کی تفصیل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ تبیین ما کتب وفرض من الاحکام والشرائع من قوله کتاب اللہ علیکم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵) ۵۳ یہ شکوی ہے مشرکین نے کہا تھا کہ یہ قرآن محمد خود بناتا ہے اور خدا کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ یقول هؤلاء المشرکون افتری محمد هذا القراٰن واختلقه من قبل نفسه (خازن ج ۳ ص ۱۹۰) ۵۴ یہ جواب شکوی ہے۔ اگر یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے تو تم بھی اہل لسان ہو اپنے سب ہم مسلک فصحاء و بلغاء کو اکٹھا کرلو اور اپنے مزعومہ معبودوں سے بھی امداد حاصل کرلو اور قرآن جیسی فصیح و بلیغ صرف ایک ہی سورت بنا کرلے آؤ۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہی تقریر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم ایسی فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام بنا کرلے آؤ۔ اس طرح ایسا بلیغ کلام لانے سے ان کے عجز کا اظہار مقصود ہے لیکن اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مقابلہ ہمیشہ فصحاء اور بلغاء سے نہیں ہوتا اس لئے مناسب یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہو کہ تم ایسی ایک سورت بنا کرلے آؤ جو قرآن کی طرح عقلی، نقلی اور وحی کے دلائل پر مشتمل ہو۔ اس لئے اعجاز قرآن کو صرف ایک پہلو میں منحصر نہ کرنا چاہئے بلکہ قرآن مجید ہر پہلو سے معجز ہے

جیسا کہ علامہ تفتازانی نے تلویح شرح توضیح میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اختلفوا فی جهة اعجاز القراٰن مع الاتفاق علی کونه معجزا فقیل انه ببلاغته وقیل باخباره عن المغیبات وقیل باسلوبه وقیل بصرف اللہ تعالیٰ العقول عن المعارضة الخ (تلویح ص ۱۸) ۵۵ انہوں نے قرآن کے مضامین میں غور و فکر نہیں کیا نہ ان کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی تکذیب کسی معقول سبب پر مبنی ہو اور انہوں نے قرآنی مضامین میں کوئی شبہ پایا ہو بلکہ وہ محض ضد و عناد کی بنا پر تکذیب کررہے ہیں۔ یعنی ان کلامهم وانکارهم للقراٰن لیس مبنیا علی التحقیق والتفکر (مظہری ج ۵ ص ۲۸) ۵۶ یہ جملہ حالیہ ہے یعنی ابھی تک ان کو وعید کا مصداق (عذاب) نہیں آیا۔ حاصل یہ کہ قرآن کے مقابلہ میں سورت بنا کر لانا تو درکنار ان میں اتنا عقل و فہم کہاں وہ تو ایک ایسی بات کی تکذیب کررہے ہیں جس کے بطلان کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ابھی ان کو اس تکذیب کی سزا نہیں ملی وہ پہلے لوگوں کا

موضح قرآن ف اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔

حال نہیں دیکھتے کہ تکذیب کی ان کو کیا سزا ملی کَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ مشرکین امم سابقہ نے بھی یہی کیا تھا۔ فکر و تدبر کے بغیر ہی محض عناداً پیغام خداوندی کی تکذیب کر دی كذبوا رسلهم قبل النظر فی معجزاتهم وقبل تدبرها عناداً وتقليداً للاٰباء (مدارک ج ۲ صفحہ ۱۲۶) پھر ان کا جو انجام ہوا وہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ ۵۷ ان میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو دل سے قرآن یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں مگر از راہ عناد اس کا اقرار و اظہار نہیں کرتے اور کچھ ایسے ہیں جو دل سے بھی نہیں مانتے ای یصدق به فی نفسه ويعلم انه حق ولكن يعاند بالتكذيب (وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ) لايصدق به ويشك فيه (مدارک) ۵۸ یہ زجر ہے۔ یعنی اگر حجت قائم کر دینے کے باوجود مشرکین آپ کی تکذیب

بِهٖ ۭ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے ۵۸ اور تیرا رب خوب جانتا ہے

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾ ع وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ

شرارت والوں کو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۵۹ تو کہہ میرے لئے میرا کام اور

لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا

تمہارے لئے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر

بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ

ذمہ نہیں جو تم کرتے ہو ف۱ اور بعضے ان میں ۶۰ کان رکھتے ہیں

اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٢﴾

تیری طرف کیا تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ

اور بعضے ان میں ۶۰ نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو اگرچہ

كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَـيْــــًٔا

وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں ف۲ اللہ ۶۱ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی

وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ

لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں ف۳ اور جس دن ان کو جمع کریگا

كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ

گویا نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن ۶۲ ایک دوسرے کو

بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا

پہچانیں گے بیشک خسارے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے وہ

مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ

راہ پر ف۴ اور اگر ہم دکھائینگے ۶۳ تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کئے ہم نے ان سے

پر اصرار کریں اور نہ ماننے پر اڑ جائیں یہاں تک کہ آپ ان کے ایمان سے مایوس ہو جائیں تو آپ ان سے صاف فرما دیں میں تمہیں ماننے پر مجبور نہیں کرتا تم اپنی راہ پہ چلو، میں اپنی راہ پر گامزن ہوں، تم اپنے عمل تکذیب و اشراک کی سزا پاؤ گے، میں اپنے عمل تبلیغ و انذار اور طاعت و عبادت کی جزا پاؤں گا۔ ہر ایک کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق برتاؤ کیا جائے گا۔ لی ثواب عملی فی التبليغ والانذار والطاعة لله تعالیٰ (وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ) ای جزاءه من الشرك (قرطبی ج ۸ صفحہ ۳۴۶) ۵۹ یہ بھی زجر ہے۔ منکرین میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ظاہری کانوں سے تو آپ کی باتیں اور آپکی تلاوت سنتے ہیں مگر ان کے دلوں میں انابت نہیں اور یہ باتیں ان کے دلوں میں نہیں اترتیں۔ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ الخ یہ استفہام انکاری ہے اور الصُّمّ (بہروں) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے مہر جباریت کی بنا پر ماننے کی استعداد سلب کر لی گئی ہو اور اس کے ساتھ وہ عقل و فکر سے بھی محروم ہوں یعنی جن لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان کو راہ راست پر لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔ وجعلهم كالصم للختم على قلوبهم والطبع عليها ای لا تقدر على هداية من اصمه الله عن سماع الهدى (قرطبی ج ص) ۶۰ اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو ظاہری آنکھوں سے آپکی طرف دیکھتے اور آپکی صداقت اور نبوت کے دلائل واضحہ کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر دل سے آپکی تصدیق نہیں کرتے کیونکہ مہر جباریت کی وجہ سے ان کی بصیرت معطل ہو چکی ہے اور ان کی مثال ان اندھوں کی سی ہے جو ظاہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ اندرونی بصیرت یعنی عقل و فراست سے بھی محروم ہوں اس لئے ان کے راہ راست پر آنے کی اب کوئی امید نہیں یعنی انهم فی اليأس من ان يقبلوا ويصدقوا كالصم والعمى الذين لا عقول لهم ولا بصائر (مدارک ج ۲ صفحہ ۱۲۶) ۶۱ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں عقل و بصیرت اور ہدایت سے محروم کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کیونکہ جب دلائل و براہین سے حق ان پر واضح ہو گیا تو انہوں نے اسے تسلیم نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل و خرد سے کام نہ لیا اور جان بوجھ کر، عمداً قصداً، محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا اس لئے یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ انہیں قبول ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ ای لعدم استعمال مشاعرهم فيما خلقت له واعراضهم عن قبول الحق وتكذيبهم للرسل وترك النظر فی الادلة (روح ج ۱۱ صفحہ ۱۲۶)۔ ۶۲ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ حق بات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے انہیں آخرت کے عذاب سے خبردار رہنا چاہیئے۔ یوم کا عامل

موضح قرآن

ف۱ یعنی اگر جھوٹ پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گنہگار ہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو تو گناہ تم پر ہے تو ماننے میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح۔ ف۲ یعنی کان رکھتے ہیں یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کر دیں جیسا بعضوں پر ہو گیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے۔ ف۳ یعنی بعضوں کے دل میں اثر نہیں دینا سو ان کی تقصیر ہے کہ دل صاف کر کے نہیں سنتے ف۴ یعنی قبر میں رہنا اس دن ایک گھڑی بھر معلوم ہو گا۔

یتعارفون ہے د قوله (یتعارفون) یجوزان یکون متعلقاً بیوم نحشرھم (کبیر ج ۱۷ ص ۱۰۳ طبع جدید) کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْٓا سے پہلے یَقُوْلُوْنَ محذوف ہے یعنی جب ہم ان کو قبروں سے اٹھائیں گے تو وہ کہیں گے گویا کہ عالم برزخ میں ہم صرف ایک گھڑی ٹھہرے ہیں اور میدان حشر میں وہ ان لوگوں کو پہچانیں گے جنہیں دنیا میں پہچانتے تھے۔ کفار و مشرکین جب آخرت کے شدید ترین اور دردناک عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو عالم برزخ کا عذاب اس کے مقابلے میں انہیں آرام و راحت معلوم ہوگا اور وہ برزخی قیام کے زمانے کو ساعاتِ راحت کی طرح بہت قلیل سمجھیں گے۔ بعض مفسرین نے دنیا میں قیام کی قلت مراد لی ہے قال ابن عباس فی قبورھم وقال الضحاك فی الدنیا . . . . یستقصرون مدة لبثھم فی الدنیا والقبور لھول مایرون الخ (مظھری ج ۵ ص ۱۳)

اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی
یا وفات دیں تجھ کو سو ہماری ہی طرف ہے ان کو لوٹنا پھر اللہ شاہد ہے ان
مَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ
کاموں پر جو وہ کرتے ہیں ف۱ اور ہر فرقہ کا ایک رسول ہے ۶۴ پھر جب پہنچا ان
رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾
کے پاس رسول ان کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا ف۲ ف۱
وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾
اور کہتے ہیں ۶۵ کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ
تو کہہ ۶۶ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے
اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا
اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے ۶۷ جب آپہنچے گا ان کا وعدہ پھر نہ
یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ
پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے تو کہہ
اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا
بھلا دیکھو تو ۶۸ اگر آپہنچے تم پر عذاب اس کا راتوں رات یا دن کو تو کیا کریں گے
یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ
اس سے پہلے گنہگار ف۳ کیا پھر جب ف۴ عذاب واقع ہو چکا
اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾
تب اس پر یقین کرو گے اب قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے ف۴ ف۲
ثُمَّ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ
پھر کہیں گے گنہگاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا

۶۳ تخویف دنیوی
۶۴ تخویف دنیوی
۶۵ شکوی
۶۶ جواب شکوی

۶۳ تخویف دنیوی ہے۔ منکرین اور معاندین کو ذلیل و رسوا کرنے کا ہم نے آپ سے جو وعدہ کر رکھا ہے اسکی بعض صورتیں اگر ہم دنیا ہی میں ظاہر کر دیں اور آپ کو دکھا دیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں اور اگر دنیا میں ان کی سزا اور رسوائی کی تمام صورتوں کے ظہور سے قبل ہی ہم آپ کو وفات دیدیں تو انکی مزید ذلت و رسوائی آپ میدان حشر میں مشاہدہ فرمالیں گے۔ ای واما نرینك بعض الذی نعدھم فی الدنیا فذلك اونتوفینك قبل ان نریکه فنحن نریکه فی الاٰخرة (مدارك ج ۲ ص ۱۲۶) ثم الله الخ میں ثمّ تراخی کیلئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکری کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں حاضر و ناظر ہے قیامت کی کیا خصوصیت ہے یا ثمّ بمعنی واؤ ہے یا شہادت سے مراد اس کا لازم ہے یعنی جزا و سزا دینا اس صورت میں ثمّ تعقیب زمانی کیلئے ہوگا ھی علی الاول للتراخی الرتبی وعلی الثانی علی الظاھر (روح ج ۱۱ ص ۱۲۹) ۶۴ تخویف دنیوی ہے۔ تمام امم سابقہ کا بالاجمال ذکر کر دیا کہ ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیجا جس نے ان کو پیغام حق سنایا اور دعوت توحید دی لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو عین عدل و انصاف کے مطابق ان کو تہس نہس کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! تم بھی سن لو نہ مانو گے تو اقوام سابقہ کا سا حشر ہوگا۔ ۶۵ یہ شکوی ہے۔ مشرکین مکہ فرط انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے کہ جس عذاب یا قیامت سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کہاں ہے اور کب آئے گا اسے جلدی لاؤ۔ یرید کفار مکة لفرط انکارھم واستعجالھم العذاب ای متی العقاب او متی الساعة التی یعدنا محمد (قرطبی ج ۸ ص ۳۴۹) ۶۶ یہ جواب شکوی بر سبیل ترقی ہے یعنی تم مجھ سے عذاب یا قیامت لانے کا مطالبہ کرتے ہو یہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر چیز کا مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عذاب لانا میرے بس کی بات نہیں لما استعجلوا النبی صلی اللہ علیه وسلم بالعذاب قال الله له قل لھم یا محمد لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا ای لیس ذٰلك لی ولا لغیری (قرطبی) ای لا اقدر علی شیٔ منهما بوجه من الوجوہ (روح ج ۱۱ ص ۱۳۰)۔ اور اِلَّا مَا شَآءَ استثناء منقطع ہے یعنی میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی مختار نہیں البتہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے ای ولکن ماشاء الله من ذلك کائن فکیف املك لکم الضر وجلب العذاب (مدارك ج ۲ ص ۱۳۰) ۶۷ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ جس عذاب اور قیامت کا تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ مقررہ وقت پر لامحالہ آکر رہے گا اس میں تخلف محال ہے اور نہ اس میں تقدم و تاخر ممکن ہے جب عذاب اپنے وقت سے نہ پہلے آسکتا ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی غلبۂ اسلام کچھ حضرت کے روبرو ہوا اور باقی ان کے خلیفوں سے۔ ف۲ عمل بد آگے سے ہوتے ہیں لیکن رسول کے پہنچنے پر سزا ملتی ہے ف۳ یعنی بچاؤ کر نہ سکو گے پھر پوچھنے کا کیا فائدہ۔ ف۴ یعنی عذاب آئے پر ایمان لانا کب قبول ہوگا۔ اس واسطے پوچھو تو بھی عبث ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی رسل و اتباع ایشان نجات یابند و کافران ہلاک شوند ۱۲ ف۲ یعنی باستہزا و تکذیب ۱۲۔

نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے تو پھر تمہارے مطالبے پر وقت سے پہلے میں کیسے لاسکتا ہوں؟ وَلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ جملہ استینافیہ ہے یا اِذَا جَآءَ پر معطوف ہے لیکن لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ پر معطوف نہیں کیونکہ
جب معین وقت آجائے تو پھر اس پر تقدم ممکن نہیں اس لئے نفی تقدم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا (روح) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اذا کی جزا محذوف ہے فَاِذَا جاء اجلھم یعذبون جب
ان کے عذاب کی اجل آپہنچے گی اس وقت وہ مبتلائے عذاب ہو جائیں گے اور اس میں تقدم و تاخر نہیں ہوگا یعنی عذاب اپنے وقت معین سے نہ پہلے آئے گا نہ اس سے پیچھے۔ ۶۸ زجر مع تخویف
دنیوی بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا منصوب علی الظرفیۃ ہیں ای فی وقت بیات او فی نہار۔ مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ مَاذَا بمعنی ای شیء ہے مشرکین بہت عجلت کرتے اور عذاب کے

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ
وہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے اور تجھ سے خبر پوچھتے
اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۭ وَمَآ اَنْتُمْ
ہیں کیا سچ ہے یہ بات تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي
تھکا نہ سکو گے والے اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس جتنا کچھ ہے
الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب
رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ
دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور ان پر
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
ظلم نہ ہوگا سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور
الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
زمین میں سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے پر بہت لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾
نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
اے لوگو تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور
شِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ڏ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
شفاء دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ
مسلمانوں کے واسطے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے سو اسی پر

وقف النبی
وقف النبی علیہ السلام
ع ۵

منزل۳

مرا شکوی ۲۰

مرا تخویف اخروی نفی شفاعت کی دلیل ۲۱

تبشیر الی آخر ۲۲

جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر راتوں رات یا دن میں جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آجائے تو یہ مجرم اور بدکردار لوگ جلدی کرکے اس سے بچاؤ کیلئے کیا حیلہ یا تدبیر عمل میں لائیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بچنے کا کوئی حیلہ نہیں کرسکیں گے تو پھر اس کا وقت پوچھنے سے کیا فائدہ۔ یا مطلب یہ ہے کہ عذاب کونسی خوشی کی چیز ہے جسکے جلدی آنے کا مجرمین مطالبہ کرتے ہیں اس صورت میں استفہام تعجب کے لئے ہوگا کہ ان مجرمین پر تعجب ہے کہ وہ کیسی خوفناک اور ہلاکت خیز چیز کو جلدی طلب کررہے ہیں (روح وموضح قرآن) ۶۹ یہاں تقدیم وتاخیر ہے اصل میں یوں تھا ءَاِذَا مَا وَقَعَ ثُمَّ اٰمَنْتُمْ اور ثم استبعاد کے لئے ہے یعنی تم عذاب کو اس طرح جلدی مانگتے ہو گویا جب عذاب آجائے گا تو پھر تم ایمان لے آؤ گے یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز اور بعید از عقل ہے۔ ءَاِذَا مَا وقع العذاب وحل بکم حقیقۃ اٰمنتم بہ ... وجیء بثم دلالۃ علی زیادۃ الاستبعاد (روح ج ۱۱ ص ۱۲۴) ۷۰ اس سے پہلے یقال مقدر ہے اور اس کے بعد اٰمنتم یعنی جب عذاب آگیا اور منکرین عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب عذاب دیکھ کر ایمان لاتے ہو اور ایسے ایمان سے نفع کی امید رکھتے ہو حالانکہ تم اس عذاب کو بطور استہزاء و تمسخر جلدی مانگتے تھے یہ توبیخ و تہدید کے طور پر کہا جائے گا۔ اٰلْئٰنَ تومنون ترجون الانتفاع بالایمان مع انکم کنتم قبل ذلک بہ تستعجلون علی سبیل السخریۃ والاستھزاء (کبیر ج ۱ ص ۱۰۴) ۷۱ یہ شکوی ہے۔ منکرین آپ سے پوچھتے ہیں کہ واقعی عذاب یا قیامت کا آنا حق ہے۔ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ الخ یہ جواب شکوی ہے میرے پیغمبر آپ ان کے جواب میں فرمادیں کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ حق ہے اور اس کا وقوع ناگزیر ہے اور تم اس کے لانے والے کو عاجز نہیں پاؤ گے اور نہ خود کو اس سے بچا سکو گے۔ ۷۲ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین عذاب الٰہی سے بچنے کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ اس دن اگر دنیا
کی ساری دولت اور زر و جواہر کے خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو عذاب سے بچنے کیلئے وہ سب کچھ فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ وَاَسَرُّوْا اور قیامت کے دن وہ عذاب کو دیکھ کر دنیا کی بدعمالیوں
پر پچھتائیں گے اور سخت پشیمان اور آزردہ ہوں گے اور اپنی پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے مگر وہ چھپی نہ رہے گی۔ یا اَسَرُّوْا بمعنی اَظْهَرُوْا ہے کیونکہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے وفی القاموس اَيْضًا
اسرہ کتمہ واظھرہ (روح ج ۱۱ ص ۱۳۷) یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر وہ سخت پچھتائیں گے اور اپنی بداعمالیوں پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کریں گے ۷۳ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے
اور یہ نفی شرک فعلی کے لئے تمہید ہے جو اگلی دلیل میں مذکور ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، ہر چیز اس کے تصرف و ملک اور اس کی قدرت کے تحت ہے۔ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ الخ وہ ایسا
قادر و متصرف ہے کہ موت و حیات بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہی مالک و مختار اور متصرف ہے تو پھر اسکی پیدا کی ہوئی اور اسکی مملوکہ اشیاء میں سے غیروں کے حصے کیوں مقرر کرتے ہو؟ اور

موضح قرآن ف یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے۔

امیروں کے لئے تحریمات کیوں کرتے ہو؟ لہذا تمہاری خودساختہ تحلیل و تحریم بے جا ہے۔ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ الخ جب وہی مالک و مختار ہے تو وہ اپنا وعدہ پورا کرنے پر بھی قادر ہے اس لئے جو وعدہ بھی اس نے کیا ہے خواہ منکرین کے لئے عذاب کا یا مؤمنین کیلئے ثواب کا وہ لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ ۷۴ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب آچکی ہے جو سراپا ہدایت و رحمت ہے، نصیحت و حکمت سے لبریز اور تمام روحانی بیماریوں کے لئے پیغام شفا ہے وہ توحید، دیگر عقائد حقہ اور احکام شرعیہ بیان کرتی اور شرک و بدعت اور اعمال جاہلیہ سے روکتی ہے۔ اس لئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکی ہدایات پر عمل کرو، تاکہ شرک و بدعت اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو جاؤ۔ ۷۵ فَضْل سے مراد قرآن اور رحمت سے توفیق ایمان و اسلام مراد ہے یا دونوں سے مراد قرآن ہی ہے اس آیت میں نہایت تاکید اور اہتمام سے قرآن کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اس آیت کی فصاحت و بلاغت کا کمال یہ ہے کہ لفظی تکرار کے بغیر اس میں معنوی تکرار اور تاکید موجود ہے چنانچہ یہاں تین بار اس کی تاکید ہے (۱) بِفَضْلِ اللّٰهِ کا متعلق محذوف ہے اصل میں تھا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَلْيَفْرَحُوْا (۲) فَبِذٰلِكَ فا اس پر دلالت کر رہی ہے کہ بِذٰلِكَ کا متعلق محذوف ہے جو بقرینہ مابعد لیفرحو ہے (۳) فَلْيَفْرَحُوْا جملہ ہے جس کا متعلق بِذٰلِكَ مقدر ہے اس طرح فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دو مستقل جملے ہوں گے اور اصل کلام یوں ہوگا فَبِذٰلِكَ لِيَفْرَحُوْا فَبِذٰلِكَ لِيَفْرَحُوْا پہلے جملہ سے فَلْيَفْرَحُوْا اور دوسرے جملہ سے بِذٰلِكَ محذوف ہوگا فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا میں ظرف کی فعل پر تقدیم مفید حصر ہے اسی ہی کے ساتھ انہیں خوش ہونا چاہئیے نہ کسی دوسری کتاب یا دنیوی مال و منال سے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دیگر مفسرین نے صرف دو جملے بنائے ہیں ایک بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا دوم فَبِذٰلِكَ فلیفرحوا امام رازی فرماتے ہیں وتقدیرہ بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا ثم یقول مرۃ اُخریٰ (فبذلک فلیفرحوا) والتکرار للتاکید (کبیر ج ۱۷ ص ۱۲۰) کذا فی الروح والمدارک۔ ۷۶ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی شرک فعلی ہی کی نفی مقصود ہے اور یہ چھٹی دلیل سے متعلق ہے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ان میں وہی متصرف و مختار ہے تو اب تم بتاؤ اللہ نے رزق کی جو انواع و اقسام تم کو عطا فرمائی ہیں ان میں تم نے اپنی مرضی سے تحلیل و تحریم کیوں کی ہے؟ کیا اللہ نے تم کو اسکی اجازت دی ہے یا تم اپنے فعل کو اللہ کی طرف منسوب کر کے اس پر بہتان تراشی کرتے ہو۔ مشرکین بعض اوقات اپنے مشرکانہ افعال کو اللہ کی طرف منسوب کر کے کہہ دیتے تھے کہ اللہ نے ہمیں ان کا حکم دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنَا بِهَا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افتراء ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے کئی قسم کے چوپائے نامزد کر کے چھوڑ دیتے اور کھیتوں اور غلوں سے

۱۔ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ۱۲

۲۔ دلیل ۱۲

۳۔ تخویف دنیوی ۱۲

۴۔ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ۱۲

۵۔ بشارت اخروی ۱۲

فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ ۵۸ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

ان کو خوش ہونا چاہیئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو ۷۶

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ

اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے

حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ

کوئی حرام اور کوئی حلال کہہ کیا اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر

تَفْتَرُوْنَ ۝ ۵۹ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

افتراء کرتے ہو ۷۷ اور کیا خیال ہے ۷۸ جھوٹ باندھنے والوں کا

اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

اللہ پر قیامت کے دن اللہ تو فضل کرتا ہے

عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ۶۰ وَمَا

لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے اور نہیں

ع ۶ ۱۱

تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا

ہوتا تو کسی حال میں ۷۹ اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں

تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ

کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ

تم مصروف ہوتے ہو اس میں ۱ اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ

ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ

بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا

ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۶۱ اَلَآ اِنَّ

اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں یاد رکھو جو

بھی اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے ان چوپایوں (سائبہ بحیرہ وغیرہ) اور غلہ کے حصوں کا استعمال حرام قرار دیدیتے بعض مادہ جانوروں کے بارے میں وہ اعلان کر دیتے کہ ان سے زندہ بچہ پیدا ہو تو وہ مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کیلئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو سب کے لئے حلال جیسا کہ اسکی تفصیل سورۂ مائدہ (۶ پ ۷) میں گذر چکی ہے۔ یہاں مشرکین کو اسی خودساختہ تحلیل و تحریم پر سرزنش فرمائی۔ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا وحراما وحلالا قال مجاھد ھو ما حکموا بہ من تحریم البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام وقال الضحاک ھو قول اللہ تعالیٰ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۵، معالم ج ۳ ص ۱۹۵) ای فبعضتموہ وقسمتموہ الی حرام وحلال وقلتم (هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ) (وَمَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا) الی غیر ذلک (روح ج ۱۱ ص ۱۴۲) ۷۷ یہ تخویف و تہدید ہے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مفعول فیہ ہے ظَنُّ کا یعنی یوم قیامت کے بارے میں ان افتراء کرنے والے مشرکین کا کیا گمان ہے کہ میں انکے ساتھ کیا کرنے والا ہوں۔

توضیح قرآن ف ۱ سورۂ مائدہ و انعام میں اس کا ذکر ہو چکا۔

کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا اور ان سے مؤاخذہ نہیں کروں گا ؟ ایحسبون انہ لا یؤاخذھم ولا یجازیھم علی اعمالھم فھو استفہام بمعنے التوبیخ والتقریع والوعید العظیم لمن
یفتری علی اللّٰہ الکذب (خازن ج ۳ ص ۱۹۵) استفہام برائے توبیخ وتہدید ہے۔ ۷۸ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے شرک فی العلم کی نفی مقصود ہے مِنۡ قُرۡاٰنٍ میں مِنۡ
بیانیہ ہے قراٰن، منہ کی ضمیر مجرور کا بیان ہے۔ وَلَا تَعۡمَلُوۡنَ الخ یہ خاص سے عام کی طرف ترقی ہے اِعلم انہ تعالٰی خصص الرسول فی اول ھٰذہ الاٰیۃ بالخطاب فی امرین ثم
اتبع ذٰلک بتعمیم الخطاب مع کل المکلفین الخ (کبیر ج ۷، ص ۱۲۱) اِذۡ تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡہِ یعنی جب تم اپنے کاموں میں منہمک ہوتے ہو۔ حاصل یہ کہ اے پیغمبر آپ کوئی بھی کام کریں مثلاً قوم کو اللہ کا

اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾

لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۷۹

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۶۳﴾ لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی

جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ۸۰ ان کے لئے ہے خوشخبری ۸۱

الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ

دنیا کی زندگانی میں ۸۲ اور آخرت میں بدلتی نہیں اللہ کی باتیں ۸۳

ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا یَحۡزُنۡکَ قَوۡلُہُمۡ

یہی ہے بڑی کامیابی اور رنج مت کر ان کی بات سے ۸۴

وقف لازم

اِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ؕ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۶۵﴾ اَلَاۤ اِنَّ

اصل میں سب زور اللہ کے لئے ہے وہی ہے سننے والا جاننے والا یاد رکھو

لِلّٰہِ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَمَا یَتَّبِعُ

اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں ۸۵ اور یہ جو پیچھے پڑے

الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ ؕ اِنۡ

ہیں ۸۶ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے سو یہ

یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ ﴿۶۶﴾ ہُوَ

کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے ۸۷ اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہی ہے

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ وَالنَّہَارَ

جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ چین حاصل کرو اس میں اور دن دیا

مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا

دکھلانے والا ۸۸ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں کہتے ہیں

اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبۡحٰنَہٗ ؕ ہُوَ الۡغَنِیُّ ؕ لَہٗ مَا فِی

ٹھہرا لیا ہے اللہ نے بیٹا ۸۹ وہ پاک ہے ۹۰ وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے

ص ۷۸ تبلیغ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
م ۲ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ۳۰
م ۳ زجر ۱۲
م ۴ توحید پر نویں عقلی دلیل ۳۰
م ۵ بشریٰ ۱۲
م ۶ جواب شکویٰ پانچ عنوانوں سے پہلا عنوان ۱۲
م ۷ دوسرا عنوان ۱۲
م ۸ تیسرا عنوان ۱۲

قرآن پڑھ کر سنا رہے ہوں، آپ کی اور آپکی تلاوت کی کیا خصوصیت ہے تم سب لوگ جو کام بھی کرتے ہو جب تم اس میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے ہر فعل سے ہر وقت اور ہر جگہ باخبر رہتے اور علم وقدرت کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر وناظر رہتے ہیں۔ وَمَا یَعۡزُبُ یہ تخصیص کے بعد اور تعمیم ہے یعنی صرف بندوں کے اعمال وافعال پر ہی منحصر نہیں بلکہ زمین وآسمان کا ایک ذرہ بلکہ اس سے بھی اگر کوئی قلیل اور حقیر مقدار ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم محیط میں موجود ہے۔ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ سے لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے یعنی اللوح المحفوظ مع علم اللّٰہ تعالٰی بہ (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۷) جب علم محیط اور کل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام غیر اللہ سے علم غیب کی نفی متحقق ہوگئی لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز اور متصرف بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ کارساز اور متصرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ ۷۹ یہ بشارت اخروی ہے اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوستوں کی آخرت میں یہ شان ہوگی کہ میدان حشر میں اہوال قیامت سے جب اور لوگ گھبرا جائیں گے خوف وہراس سے محفوظ رہیں گے اور جب اور لوگ دنیا میں عملی کوتاہی پر حسرت وافسوس کریں گے اس وقت کوئی غم اور افسوس ان کے دامنگیر نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کو عبث اور لایعنی امور میں صرف نہیں کیا بلکہ ایام زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت اور اسکی رضاجوئی میں صرف کیا۔ لاخوف علیھم فی الاخرۃ من عقاب اللّٰہ لان اللّٰہ تعالٰی رضی عنھم فامنھم من عقابہ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ علی ما فاتھم من الدنیا (ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۳۱) ۸۰ یہ اولیاء اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے انہیں بآسانی پہچانا جا سکتا ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں جو تمام صفات ولایت کی جامع ہیں (۱) اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اس سے اعتقاد صحیح کی طرف اشارہ ہے یعنی ان کے تمام عقائد کتاب وسنت کے مطابق ہوں اور ان میں شریعت سے سرمو انحراف نہ ہو (۲) وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ

اور وہ متقی ہوں یعنی ان کے تمام اعمال واخلاق شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہوں۔ کتب عقائد میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ولی اللّٰہ من یکون اٰتیا بالاعتقاد الصحیح المبنی علی
الدلیل ویکون اٰتیا بالاعمال الصالحۃ علی وفق ما وردت بہ الشریعۃ (کبیر ج ۷، ص ۱۲۳) ۸۱ اولیاء اللہ کے لئے دنیا اور آخرت میں جنت کی خوشخبری ہے اور اللہ کی طرف سے پختہ وعدہ ہے
دنیا میں خوشخبری سے مراد وہ بشارتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہیں مثلاً یُبَشِّرُہُمۡ رَبُّہُمۡ بِرَحۡمَۃٍ مِّنۡہُ وَرِضۡوَانٍ (توبہ ع ۳) اور وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ
جَنّٰتٍ الخ (بقرۃ ع ۳) قال الحسن ھی ما بشرھم اللّٰہ تعالٰی فی کتابہ من جنتہ وکریم ثوابہ بقولہ یُبَشِّرُہُمۡ رَبُّہُمۡ الخ (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۸) یا دنیا میں خوشخبری سے مراد رؤیائے صالحہ ہے
جیسا کہ حدیث مرفوع میں واقع ہے ھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او یُرٰی لہ (مدارک ج ۲ ص ۱۳۹) اور آخرت میں خوشخبری سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد یا قبروں سے نکلنے کے بعد فرشتے انکو جنت

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بر زبان صالحہ ۱۲

کی بشارت دیں گے۔ ۸۲ اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں رد و بدل نہیں ہوسکتا کلمات سے اقوال مراد ہیں خواہ احکام و اخبار ہوں یا مواعید یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اٹل ہیں ان میں ترمیم و تبدیل نہیں ہوسکتی مثلاً توحید ہے جو ناقابل تبدیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف ناممکن ہے۔ ای لاتغییر لاقوالہ التی من جملتہا مواعیدہ الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۵۲) ۸۳ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے، اِنَّ الْعِزَّةَ الخ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی اے میرے پیغمبر آپ مشرکین کی ایذا رسانی اور ان کے توہین آمیز سلوک سے دل برداشتہ اور غمگین نہ ہوں اس سے وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ عزت و ذلت تو اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں عزت و آبرو دینے کا فیصلہ کرچکا ہے۔ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وہی ہر بات

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں تمہارے پاس کوئی سند
بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿68﴾ قُلْ
اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں کہہ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿69﴾
جو لوگ باندھتے ہیں ۸۵ اللہ پر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے
مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ
تھوڑا سا نفع اٹھا لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو
الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾ وَاتْلُ
سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا اور سنا
عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ
ان کو حال نوح کا ۱۹ جب کہا ۲۰ اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے
عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَي اللّٰهِ
تم پر میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر
تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ
بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریکوں کو پھر نہ رہے تم
اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿71﴾
کو اپنے کام میں شبہ پھر کر گزرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو ۲۱
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
پھر اگر منہ پھیرو گے تو میں نے نہیں چاہی تم سے مزدوری ۲۲ میری مزدوری ہے
عَلَي اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿72﴾ فَكَذَّبُوْهُ
اللہ پر اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں فرماں بردار پھر اس کو جھٹلایا

ع ۱۰ / ۱۲ — وقف لازم

ے چوتھا عنوان ۳ — ے پانچواں عنوان ۳ — یے زجر مع تخویف ۳ — اخروی ۳ — سے تخویف دنیوی ۳ — ھے پہلا تفصیلی نمونہ ۳

کو سننے اور جاننے والا ہے اور کوئی نہیں۔ اس سے مقصود شرک فی العلم کی نفی ہے گویا یہ دلیل نہم کا مقدمہ ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ۸۴ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے جس سے شرک فی التصرف کی نفی مقصود ہے دلیل ششم میں فرمایا تھا ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل نہ کرو یہاں فرمایا زمین و آسمان کی تمام ذوی العقول مخلوق جن و بشر اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک و محکوم اور اس کے عاجز بندے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہر بات کو سننے اور جاننے والا نہیں اس لئے ان میں سے کوئی بھی دعا اور پکار کے لائق نہیں۔ جو لوگ اللہ کے نیک بندوں کو حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور ان کی تمام باتوں کو سنتے اور جانتے ہیں اس لئے پہلے اعلان کر دیا گیا کہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۸۵ یہ زجر ہے اَلَّذِيْنَ مع صلہ يَتَّبِعُ کا فاعل ہے اور يَدْعُوْنَ کا مفعول محذوف ہے ای شرکاء اور شرکاء جو مذکور ہے وہ يَتَّبِعُ کا مفعول ہے یعنی جو لوگ اللہ سے ورے اور شرکاء کو پکارتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ کے شرکاء کو نہیں پکارتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شریک فی الربوبیت کا تو وجود ہی محال ہے۔ وَمَا يَتَّبِعُوْنَ حقیقۃ الشرکاء وان کانوا یسمونہا شرکاء لان شرکۃ اللہ فی الربوبیۃ محال (مدارک ج ۲ ص ۱۳۰) ۸۶ اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنے ظن و تخمین سے بندگان خدا کو خدا کے شریک سمجھتے ہیں اور پھر اپنے ظن فاسد اور خیال باطل کی پیروی کرتے ہوئے حاجات میں ان کو پکارتے ہیں حالانکہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کا شریک نہ موجود ہے نہ اس کا وجود ممکن ہے۔ ۸۷ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس نے رات کو تمہارے آرام کے لئے اور دن کو تمہارے کاروبار کے لئے بنایا تو کیا پھر اس کے سوا کوئی اور کارساز یا متصرف و مختار ہوسکتا ہے؟ معطوف علیہ میں جَعَلَ کا مفعول ثانی محذوف ہے اصل میں تھا جعل لکم اللیل مظلما لتسکنوا فیہ یعنی اس نے رات کو تاریک بنایا تاکہ تم اس میں آرام و سکون حاصل کرو۔ اور معطوف میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے۔ ای والنہار مبصرا لتبصروا فیہ اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم دیکھ سکو اور معاش وغیرہ کا انتظام کرسکو۔ (مدارک و روح) معطوف علیہ میں متعلق کا ذکر معطوف میں اس کے حذف کا قرینہ ہے علیٰ ہذا معطوف میں مفعول ثانی کا ذکر معطوف علیہ میں اس کے مقدر ہونے پر قرینہ ہے یہ ایجاز اور بلاغت بھی قرآن کا اعجاز ہے۔ ۸۸ یہ شکویٰ ہے۔ وَلَدٌ سے مراد حقیقی بیٹا نہیں بلکہ اس سے مراد نائب و متصرف ہے جیسا کہ اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا کی تعبیر سے ظاہر ہے یعنی اللہ نے بیٹا بنا لیا والاتخاذ صریح فی التبنی (روح ج ۱۱ ص ۱۵۵) یہود و نصاریٰ حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کو خدا کے بیٹے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بایں معنیٰ نہیں کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صلبی اولاد ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح محبوب ہیں جس طرح بیٹے باپ کو محبوب ہوتے ہیں، جس طرح باپ اپنے پیارے بیٹوں اور اپنی چہیتی بیٹیوں کی ہر بات مانتا

موضح قرآن ف ۱ یعنی سمجھانے سے برا مانتے ہو تو جو کر سکو میرا کر ڈالو

فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ
سو ہم نے بچا لیا اسکو اور جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر
وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
اور ڈبا دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا
انجام ان کا جن کو ڈرایا تھا پھر بھیجے ہم نے نوح کے بعد ۹۴ کتنے پیغمبر
اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
ان کی قوم کی طرف پھر لائے ان کے پاس کھلی دلیلیں سو ان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لے آئیں
بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ
اس بات پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے سے اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں دلوں پر
الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ
زیادتی والوں کے پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے ۹۵ موسیٰ اور
هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا
ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے
وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ
اور وہ تھے لوگ گنہگار پھر جب پہنچی ان کو ۹۶ سچی بات
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ
ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھلا کہا
مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ
موسیٰ نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے
وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا
اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے بولے ۹۷ کیا تو آیا ہے کہ تو ہم کو پھیر دے اس رستہ سے

ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی کوئی بات رد نہیں فرماتا نیز اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیارات عطا فرما دئیے ہیں۔ ۸۹ جواب شکویٰ ہے مشرکین کے مذکورہ بالا قول باطل کو پانچ عنوانوں سے رد کیا گیا ہے (۱) سُبْحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس عیب سے مبرا ہے کہ اسے بیٹے کی ضرورت ہو۔ (۲) هُوَ الْغَنِيُّ وہ بے نیاز ہے اور بیٹے کی ضرورت احتیاج کی دلیل ہے (۳) لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وہ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے اس لئے اسے بیٹے اور نائب کی حاجت نہیں (۴) اس قول باطل پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ دعویٰ بلا دلیل باطل اور ناقابل تسلیم ہے (۵) اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی بے دلیل بات منسوب کرتے ہو جو سراسر تمہاری جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا نائب متصرف نہیں بنا رکھا۔ ۹۰ زجر مع تخویف اخروی۔ ایسے لوگ جو اللہ کی طرف ایسی من گھڑت باتیں منسوب کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے نہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ ای لا یفوزون ولا یأمنون (قرطبی ج ۸ ص ۳۶۰) مَتَاعٌ فِى الدُّنْيَا الخ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ ۹۱ یہ تخویف دنیوی کا پہلا تفصیلی نمونہ ہے۔ قوم نوح علیہ السلام کا حال دیکھ لو انہوں نے ہمارے پیغمبر کے حکم کی تعمیل نہ کی اور اس کی طرف سے دی گئی دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو ہم نے ان کو نیست و نابود کر دیا اگر تم نے بھی نہ مانا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا امرہ علیہ السلام ان یذکرهم اقاصیص المتقدمین ویخوفهم العذاب الالیم علی کفرهم (قرطبی) ۹۲ فَاَجْمِعُوْٓا جملہ انشائیہ اِنْ شرطیہ کی جزا ہے اور شُرَكَآءَكُمْ کا ناصب محذوف ہے ای ادعوا شرکاءکم کیونکہ شرکاءکم، اجمعوا کے تحت داخل نہیں ہو سکتا اسلئے لفظ اجماع بروزن افعال آراء جمع کرنے اور باہمی اتفاق رائے کرنے کے لئے مستعمل ہے لیکن افراد کو جمع کرنے کیلئے مستعمل نہیں۔ غُمَّةً پوشیدہ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب کر کے فرمایا اگر تم میں میرا ٹھہرنا اور اللہ کی توحید بیان کرنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے اس کی ذرہ بھر پروا نہیں میرا اعتماد اور بھروسہ اللہ پر ہے اگر تم مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہتے تو سب باہم مل کر مشورہ کر لو اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی بلا لو اور پھر ایک واضح فیصلہ کر لو اور پھر ایک لمحہ کی مہلت دیئے بغیر میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کر لو اللہ کی مہربانی سے تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ ۹۳ اگر تم نہیں مانتے ہو تو میرا اس میں کیا نقصان ہے میں تبلیغ توحید پر تم سے کوئی اجرت تو نہیں مانگتا کہ تمہارے نہ ماننے سے مجھے مالی نقصان کا اندیشہ ہو میں تو محض اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے تمہیں تبلیغ کرتا ہوں۔ فَكَذَّبُوْهُ لیکن وہ لوگ تکذیب پر اڑے رہے آخر ہم نے ان کو غرق کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کو طوفان سے بچا لیا۔ اب دیکھ لو نہ ماننے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ ۹۴ یہ تخویف دنیوی کا اجمالی نمونہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور بہت سے رسول بھیجے جو توحید کے واضح دلائل لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے مگر انہوں نے ضد و عناد سے کام لیا اور انکار و جحود پر اڑے گئے۔ كَذَّبُوْا بِهٖ میں ضمیر مجرور کا مرجع مَا ہے اور مَا سے شریعت کے وہ تمام عقائد و اعمال اور اصول و فروع مراد ہیں جو ہر پیغمبر لے کر اپنی امت کے پاس آیا وما موصولة والمراد بها جمیع الشرائع التی جاء بها کل رسول اصولها وفروعها (روح ج ۱۱ ص ۱۶۲)۔ یعنی ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے اور انہوں نے پہلی بار پیغام توحید اور دیگر شرائع کا انکار کر دیا تو پھر انکار پر ہی ڈٹے رہے پیغمبروں کے بار بار سمجھانے اور واضح دلائل پیش کرنے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا یا گذبوا کی ضمیر سے قوم نوح مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جس پیغام توحید کو قوم نوح نے ان سے پہلے جھٹلا دیا تھا اب یہ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے التقدیر بما کذب به قوم نوح من قبل (قرطبی ج ۸ ص ۳۶۶) كَذٰلِكَ الخ یعنی جو لوگ کفر و انکار اور تکذیب و تردید میں حد سے گذر جائیں اور ضد و عناد پر اتر آئیں ان کے دلوں پر ہم ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مہر جباریت لگا دیتے اور ان سے توفیق ایمان

۱ تخویف دنیوی کا اجمالی نمونہ ۱۲

۲ تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ۱۲

سلب کر لیتے ہیں۔ ۹۵ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ہے، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اسکی قوم کے پاس آیات بینات اور دلائل و معجزات دیکر بھیجا گیا مگر فرعون اور اس کی قوم
جو حکومت و دولت کے نشہ میں بدمست تھے پیغام حق اور دعوت توحید کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے پیغمبر کے ساتھ مجادلہ و مکابرہ پر اتر آئے آخر جب اللہ نے ان کے مطالبہ کے مطابق ان پر اپنی حجت قائم کر دی
تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور تکذیب و انکار پر مُصر رہے جس کا انجام انہوں نے اپنی عبرتناک تباہی کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ۹۶ جب قوم فرعون کے پاس ہمارے پیغمبر معجزات لے کر پہنچے تو
انہوں نے معجزات کو جادو قرار دیا اور ان کے من جانب اللہ ہونے سے انکار کیا وَقَالَ مُوْسٰى الخ ان کے اس قول باطل کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اللہ کے دئیے ہوئے معجزات کو
جو سراپا حق ہیں جادو کہہ رہے ہو کیا یہ معجزے جادو ہیں جو پوری تحدی اور چیلنج کے ساتھ تمہارے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں حالانکہ جادوگروں میں ایسی جرأت وجسارت کہاں کہ وہ اس طرح تحدی کریں اور پھر کامیاب بھی ہو جائیں کیونکہ جادو ایک فریب ہے جو چل نہیں سکتا۔ یعنی حاصل السحر تمویه وتخييل وصاحب ذلك لايفلح (خازن ج ۳ ص ...) ۹۷ بر سر اقتدار لوگوں کو ہمیشہ اپنا وقار و اقتدار بحال رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور وہ اپنے ملک میں اٹھنے والی ہر تنظیم کا اسی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں کہ یہ تنظیم ان کے اقتدار کے لئے کس قدر مفید یا نقصان رساں ہے فرعون نے بھی محسوس کر لیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید قبول کر لی گئی تو اسکی خدائی اور ربوبیت ختم ہو جائیگی۔ بات تحفظ اقتدار کی تھی مگر فرعون اور قوم فرعون نے مذہب کی آڑ میں دعوت توحید کی مخالفت کی اور کہا گیا تو ہمیں ہمارے آباء و اجداد کے دین سے منحرف کرنے آیا ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عَمَّا، مَا موصولہ سے مراد دین ہے۔ اَلْكِبْرِيَآءُ بڑائی، سرداری اور حکومت۔ ۹۸ آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کی ٹھان لی اور ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو بلانے کے احکام جاری کر دئیے فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ الخ ملک کے نامی گرامی جادوگر جمع ہو گئے جب مقابلے کیلئے آمنے سامنے ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو مکر و فریب لائے ہو پیش کرو فَلَمَّآ اَلْقَوْا الخ جب انہوں نے اپنے جادو کی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر ڈال دیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ تو محض جادو اور مکر و فریب ہے جو ابھی باطل ہوا چاہتا ہے، تم لوگ میرا مقابلہ کرکے دعوت توحید کو روکنا اور شرک کو پھیلنے کا موقع دینا چاہتے ہو جو سراسر فساد فی الارض ہے اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کے منصوبوں کو ناکام بناتا ہے وَيُحِقُّ الْحَقَّ اور واضح دلائل و براہین سے توحید کو غالب اور برتر فرماتا ہے۔ اس کے بعد اندماج ہے یعنی پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی جو ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی یہ دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ ریز ہو گئے الخ

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي
جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور تم دونوں کو سرداری مل جائے
الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ
اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے اور بولا
فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ
فرعون ۹۸ لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا ہوا پھر جب آئے
السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾
جادوگر کہا ان کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو
فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ
پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے اب
اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾
اللہ اس کو بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام کو
وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع
اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے بُرا مانیں گنہگار
فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي
پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر ۹۹ مگر کچھ لڑکے اس کی قوم کے
خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ
ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اس کے سرداروں سے کہ کہیں ان کو بچلا نہ دے اور
فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾
فرعون چڑھ رہا ہے ملک میں اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے
وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ
اور کہا موسیٰ نے ۱۰۰ اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر

ع ۸ ۱۲ ۱۳

۹۹ مِنْ قَوْمِهٖ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ فرعون اور اس کی قوم اسرائیلیوں کو ایذائیں دیتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل کے لئے فرعون کی غلامی سے نجات کا پیغام بھی اپنے اندر رکھتی تھی اس لئے وہ دل سے ان کے حامی تھے مگر فرعون اور اس کی قوم کے ڈر سے وہ علانیہ ان کی حمایت نہیں کر سکتے تھے مگر اس کے باوجود کچھ نوجوانوں نے ہمت کر کے ایمان کا اظہار کر دیا اور علانیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر آگئے۔ ۱۰۰ جب بنی اسرائیل فرعون اور فرعونیوں کے مظالم و شدائد سے تنگ آگئے اور ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکوہ کیا کہ آپ کی آمد سے پہلے اور اس کے بعد ہم یکساں طور پر فرعون کی طرف سے مصائب و آلام میں مبتلا ہیں کیا ہم ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا (اعراف ع ۱۵) اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی کہ جب تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو اور تسلیم و رضا سے کام لو اللہ تمہاری مدد کرے گا، تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے اس کے تمام مقبوضات کو تمہارے قبضہ میں دیدے گا۔ پھر تمہارا ابھی پتہ چل جائے گا کہ تم کس ڈگر پر چلتے ہو۔

۱۰۱ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلقین پر صبر و استقامت اور توکل علی اللہ کا عہد کر لیا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں اس مشرک اور فاسق و فاجر قوم سے نجات عطا فرما اور ہمیں ان کے ہاتھوں ذلت و رسوائی سے بچا۔ **۱۰۲** حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل بنی اسرائیل اپنی مسجدوں میں عبادت کرتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہو کر توحید کی دعوت دی تو فرعون اسرائیلیوں پر برہم ہو گیا اور ان کے تمام عبادت خانے گرا دئیے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو حکم دے دو وہ شہر میں اپنے کچھ گھروں کو عبادت کیلئے مخصوص کر لیں اور انہی میں عبادت بجا لائیں اور نماز قائم کریں اور ساتھ ہی ان کو فرعون سے نجات کی خوشخبری بھی سنا دیں (قرطبی و مظہری) **۱۰۳** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزات ظاہرہ اور دلائل قاہرہ سے دعوت توحید کو واضح اور عالم نشرح کر دیا مگر قوم جحود و انکار اور ضد و عناد پر مُصر رہی اور وہ ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اب ان کے لئے بد دعا کی اور بد دعا کرنے کی وجوہات بھی بیان کر دیں کہ اے اللہ تو نے ان کو دنیوی مال و متاع اور شان و شوکت عطا کی ہے اور وہ حُبِ مال و جاہ کی وجہ سے تیری توحید کو نہیں مانتے۔ اے اللہ جن اموال کی وجہ سے وہ مغرور ہیں ان کو تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ وہ ایمان کی طرف راغب نہ ہو سکیں کیونکہ اب تیری سنت جاریہ کے مطابق وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی جائے اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی جائے۔ ای اجعلها قاسية واطبع عليها حتى لا تنشرح للايمان كما هو قضية شأنهم (روح ج ۱۱ ص ۱۷۳) رَبَّنَا لِيُضِلُّوا میں رَبَّنَا کا اعادہ بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ **۱۰۴** اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول دعا کی خوشخبری سنائی گئی کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے لیکن ابھی چند دن صبر و استقامت سے کام لینا ہو گا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ الخ اللہ پر بھروسہ رکھو وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے امور و احکام کی حکمتوں اور مصلحتوں سے بے خبر ہوتے ہیں وہ اللہ کے وعدوں کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں اور صبر و استقامت کے بجائے عجلت اور بے صبری کا اظہار کرتے ہیں اے موسیٰ و ہارون ایسے بے خبر لوگوں کی سی کوئی حرکت تم سے ہرگز سرزد نہ ہونے پائے۔ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ

تَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ
بھروسہ کرو اگر ہو تم فرمانبردار تب وہ بولے ہم نے اللہ پر
تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ
بھروسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا اور
نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ
چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے اور حکم بھیجا ہم نے
اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ
موسیٰ کو ۱ اور اس کے بھائی کو کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور
اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ
بناؤ اپنے گھر قبلہ رو ۱ اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ
ایمان والوں کو ۱ اور کہا موسیٰ نے ۱ اے رب ہمارے تو نے دی ہے
فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں
رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ
اے رب اس واسطے کہ بہکا دیں تیرے راہ سے اے رب مٹا دے ان کے مال
وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
اور سخت کر دے ان کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھ لیں عذاب
الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَ
دردناک ف۲ فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری ۱ سو تم دونوں ثابت رہو اور
لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا
مت چلو راہ ان کی جو ناواقف ہیں ف۳ اور پار کر دیا ہم نے

موضح قرآن ف۱ جب فرعون کا ہلاک ہونا نزدیک پہنچا تب حکم ہوا کہ اپنی قوم ان میں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے ان پر آفتیں پڑنی ہیں یہ قوم آفت میں شریک نہ ہوں ف۲ سچے ایمان کی ان سے امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں عذاب تھم جاتا کام فیصل نہ ہوتا دعا اس واسطے مانگی کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لاویں دل ان کے سخت رہیں تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو۔ ف۳ یعنی شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مساجد البیت بنا کنند ۱۲

ا لبحر جب اللہ کے وعدے کے مطابق بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا وقت آگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے روانہ ہو گئے جب فرعون کو پتہ چلا تو وہ بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا ڈالا تو اس میں بارہ راستے بن گئے اسرائیلی بخیریت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون بھی مع لاؤ لشکر دریا میں گھس گیا اللہ نے پانی کو روانی کا حکم دیدیا اور فرعون مع قوم غرق ہو کر ہلاک ہو گیا۔ قَالَ اٰمَنْتُ الخ جب فرعون ڈوب رہا تھا تو اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لا چکے ہیں۔ فرعون کا ایمان عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد تھا اس لئے قبول نہ ہوا۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ الخ جب ایمان لانے اور اللہ کی عبادت وطاعت کا وقت تھا اس وقت تو نے انکار کیا اور اللہ کی نافرمانیاں کیں اور شرک پھیلا کر دنیا کو شر و فساد سے بھر دیا اس لئے اب ایمان لانے سے کیا فائدہ۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ یہ نجوۃ (اونچی جگہ) سے ماخوذ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اونچی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقیماندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا نشان بن جائے نلقيك بنجوة من الارض (مدارك ج ۲ ص ۱۳۷) یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو قیامت تک محفوظ رکھوں گا ۱۲۵ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بدولت بہت بڑے بڑے انعامات فرمائے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ملک شام اور مصر ان کے قبضہ میں دیدیئے اور نہم کی فراخیٔ عیش سے ان کو متمتع کیا مگر انہوں نے انعامات الٰہی کی قدر نہ کی، ان کا شکر ادا نہ کیا اور جس دین توحید کی خاطر انہیں یہ سب کچھ ملا تھا اسکی حفاظت نہ کی بلکہ اسے بدل ڈالا۔ فَمَا اخْتَلَفُوْا الخ اس کے ساتھ بَغْيًا کی قید ملحوظ ہوگی بقرینہ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ (شوریٰ ۲۶) یعنی انہوں نے دلائل و براہین سے مسئلہ توحید واضح ہو جانے کے بعد محض ضد و عناد اور بغاوت و کجروی سے اس میں اختلاف کیا۔ مزید تفصیل پہلے گذر چکی ہے ملاحظہ تفسیر سورۂ بقرہ ص ۱۰۱ حاشیہ نمبر ۴۰

بِبَنِيۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ
بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھا کیا انکا فرعون نے اور
جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ
اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ
بولا یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ ایمان لائے
بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ
بنی اسرائیل اور میں ہوں فرمانبرداروں میں اب یہ کہتا ہے
وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾
اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں ف۱
فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ
سو آج بچائے دیتے ہیں ف۱ ہم تیرے بدن کو ف۲ تاکہ ہووے تو اپنے پچھلوں کے واسطے
اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾
نشانی اور بے شک بہت لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے ف۳
وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ
اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو ٹھکانہ پسندیدہ جگہ اور
رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى
کھانے کو دیں ستھری چیزیں سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی یہاں تک
جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
کہ پہنچی ان کو خبر بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا قیامت
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ
کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی ف۴ سو اگر

ع ۹ ۱۰ ۱۴

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ ف۲ وہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ایسا ہی اللہ نے مرگئے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں۔ اسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟ ف۳ یعنی ملک شام دیا کہ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر روی آب آریم ۱۲ ف۲ یعنی بغیر تغیر ۱۲۔

فَاِنْ كُنْتَ ۔ یہ زجر ہے۔ خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد غیر رسول ہے کیونکہ آپکو تو شک تھا ہی نہیں امام ثعلب اور امام مبرد فرماتے ہیں فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر کافر سے فرمادیں اگر تجھے کوئی شک ہے الخ الخطاب للنبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم والمراد غیرہ ای لست فی شك ولكن غيرك شك قال ابو عمر محمد بن عبد الواحد الزاهد سمعت الامامین ثعلبا والمبرد يقولان معنى (فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ) ای قل یا محمد للكافر فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ (قرطبی ج ۸ ص ۳۸۲) قرآن مجید میں مسئلہ توحید وایسے دلائل وبینات سے بیان کیا گیا ہے کہ اب اس میں شک کی کوئی گنجائش

كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ

تو ہے شک میں اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو

يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ

پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے ف۱ بے شک آئی ہے تیرے پاس حق بات

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ

تیرے رب سے سو تو ہرگز مت ہو شک کرنے والا اور مت ہو

مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾

ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾

جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائیں گے ف۱۰۶

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

اگرچہ پہنچیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھ لیں عذاب دردناک ف۱

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ

سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی ف۱۰۷ کہ ایمان لائی ف۲ پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر

يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي

یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

دنیا کی زندگی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو ایک وقت تک ف۳ اور اگر تیرا رب چاہتا ف۱۰۸

لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ

بے شک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے تمام اب کیا تو زبردستی کریگا

النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ

لوگوں پر کہ ہو جائیں با ایمان اور کسی سے نہیں ہو سکتا ف۱۰۹ کہ

باقی نہیں رہی لیکن جو شخص قرآن کے ان دلائل وبراہین کے بعد اور اہل کتاب کے علماء ربانیین کے ایمان لے آنے کے بعد بھی اس میں شک کرے اور اسے نہ مانے تو اس کا انکار انصاف اور عقل پر مبنی نہیں ہوگا بلکہ محض ضد وعناد کی وجہ سے ہو گا۔

ف۱۰۶ جن لوگوں کے دلوں پر مہر جہار بت لگ چکی ہے وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ تمام دلائل ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں اور معجزات کا ان کو مشاہدہ کرا دیا جائے۔ حَتّٰى يَرَوُا الخ ان لوگوں کے ایمان لانے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ دردناک عذاب کی لپیٹ میں آجائیں مگر اس وقت کا ایمان بے سود ہو گا۔ ای عند الیأس فیؤمنون ولا ینفعهم او عند القیامة ولا یقبل منهم (مدارک ج ۲ ص ۱۳۵)

ف۱۰۷ بہت سی بستیاں تکذیب انبیاء ورسل علیہم السلام کی وجہ سے سزاوار عذاب ٹھہریں اور اجل معین پر عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا گیا اگر وہ آثار عذاب کو دیکھ کر ایمان لے آتے تو ان کی نجات ہو جاتی اور ایمان سے ان کو فائدہ مل جاتا مگر کسی قوم کو یہ بات میسر نہ ہوئی البتہ قوم یونس علیہ السلام نے خوش قسمتی سے ایسا کیا جب انہوں نے آثار عذاب دیکھے تو ڈر گئے اور ایمان لے آئے تو ہم نے عذاب اٹھا کر ان کو دنیا کی ذلت ورسوائی سے بچا لیا۔ والمعنی هلا كانت قرية واحدة من القرى التي اهلكناها تابت عن الكفر واخلصت في الايمان قبل معاينة العذاب الا قوم يونس ... ولكن قوم يونس لما آمنوا فعلنا بهم كذا وكذا (کبیر ج ۱۷ ص ۱۶۵)

ف۱۰۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور مشرکین کے مسلسل انکار پر آپ آزردہ خاطر ہوتے اللہ نے فرمایا آپ کی خوشی کیلئے اگر میں تمام لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرتا تو کر سکتا تھا مگر یہ میری حکمت بالغہ کیخلاف ہے اسطرح ابتلاء وامتحان کی حکمت فوت ہو جاتی یہاں جَمِيْعًا کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۷)

ف۱۰۹ اللہ تعالیٰ کے حکم تکوینی اور اس کی مشیت وتوفیق کے بغیر کوئی شخص ایمان نہیں لاسکتا اور توفیق صرف انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ کی آیتوں میں عقل وفکر سے کام لیں اور ان کے دلوں میں ضد نہ ہو بلکہ انابت اور تلاش حق کا جذبہ ہو۔ الرِّجْسَ شرک کی پلیدی۔ جو لوگ عقل خداداد سے کام نہیں لیتے وہ ہمیشہ شرک

موضح قرآن ف۱ ٹھیک آئی بات یعنی ابلیس کو جو فرمایا تھا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو دوزخ میں بھروں گا۔ ف۲ یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس کو اس واسطے کہ ان پر حکم عذاب نہ پہنچا تھا حضرت یونس کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوئی تھی وہ ایمان لائے پھر بچ گئے۔ اسی طرح مکے کے لوگ فتح مکہ میں ان پر فوج اسلام پہنچی قتل وغارت کو۔ لیکن ان کا ایمان قبول ہو گیا اور امان دی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تا ظاہر شود کہ بر انبیاء سابق نیز وحی نازل میشد ۱۲ ف۲ یعنی نزدیک نزول عذاب ۱۲۔

کی نجاست سے ملوث رہتے ہیں۔ ۱۱۰ آپ ان کو زمین و آسمان کی عجائب المخلوقات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیں مگر یہ تکوینی دلائل اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی آسمانی تعلیم ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتی جن سے مہر جباریت کی وجہ سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی ہو۔ ۱۱۱ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ضدی اور معاند لوگوں پر دلائل و آیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا بس ان کے لئے یہی ایک راہ باقی ہے کہ گذشتہ معاند قوموں کا جو حشر ہوا یہ بھی اپنے لئے اسی انجام کا انتظار کریں لہٰذا تم بھی اس وقت کا انتظار کرو اور میں بھی اس کا انتظار کرتا ہوں تاکہ حق و باطل اور صادق و کاذب کا فیصلہ ہو جائے۔ ۱۱۲ تراخی کے لئے نہیں بلکہ تعقیب ذکری کیلئے ہے اور یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۱۱۳ یہ دعوائے سورت کا علی سبیل التفصیلی بیان ہے، جب سب کچھ کرنے والا، اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ہر بات سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں تو پھر حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔ فَلَآ اَعْبُدُ الخ معبودان باطلہ کے استحقاق عبادت اور ان کی الوہیت کی نفی ہے یعنی کلمہ توحید کے جزو اول لَآ اِلٰہَ کا مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے وَلٰكِنْ اَعْبُدُ الخ یہ اِلَّا اللّٰہُ کا مضمون ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات جب تک تمام معبودان باطلہ کی نفی اور ایک اللہ کی الوہیت کا اثبات نہ کیا جائے اس وقت تک توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ ۱۱۴ یہ اَنْ اَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خالصۃً دین حنیف یعنی وہ دین جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس کی طرف اپنا رخ سیدھا رکھوں اور شرک کی جانب ادنیٰ میلان بھی نہ کروں۔ وَلَا تَدْعُ الخ پہلے فَلَآ اَعْبُدُ میں عبادت غیر اللہ کی نفی کی گئی عبادت کا جزو اعظم چونکہ دعاء اور پکار ہے اس لئے یہاں بالاستقلال غیر اللہ کی پکار سے ممانعت فرمائی۔ یعنی تیرا نفع اور نقصان جن کے قبضہ و اختیار میں نہیں انہیں حاجات میں ہرگز نہ پکار، پکار کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے ہر چیز جس کے اختیار و تصرف میں ہے۔ فَلَا حکم الا للہ ولا رجوع فی الدارین الا الی اللہ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۷۶) یہ خطاب بھی ہر انسان سے ہے اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات سے تو غیر اللہ کو پکارنے کا ادنیٰ امکان بھی نہیں والمعنی ولا تدع ایھا الانسان من دون اللہ ما لا ینفعک الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۵)

تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ
ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو
لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۰ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
نہیں سوچتے تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۱۱۰
وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۱
اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے
فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا
سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر ان ہی کے سے دن جو گذر چکے ہیں
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ
ان سے پہلے ۱۱۱ تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۱۰۲ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
راہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے
كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ ع قُلْ يٰٓاَيُّهَا
اسی طرح ۱۱۲ ذمہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو کہہ دے اے
النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ
لوگو ۱۱۳ اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا
الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ
جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی
الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۴
جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں ف۱
وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر ۱۱۴ اور مت ہو

ع ۱۱ ۱۰ ۱۵

۱۱۱ تخویف دنیوی ۱۲

۱۱۳ دعوائے سورت کا تفصیلی ذکر ۱۲

موضح قرآن ف۱ کھینچ لینا ہے یعنی موت دیتا ہے یہ صفت سب لوگ اللہ کی سمجھتے ہیں اس واسطے یہ بتا دیا۔

۱۱۵ یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی نفع اور نقصان تو اللہ تعالے کے اختیار میں ہے اگر تو کسی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہو تو اس کو اللہ کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں
اور اگر اللہ تعالے تجھے بہتری اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے روکنے کی کسی کو مجال نہیں وہ جسے چاہے تکلیف دے اور جس کو چاہے آرام وراحت عطا فرمائے جب نفع وضرر
اس کے اختیار وتصرف میں ہے تو پھر اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو (وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ) تقریر لما اورد فی حیز الصلة من سلب النفع من
المعبودات الباطلة وتصویر (اختصاص

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
شرک والوں میں ف۱ اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ
يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ
بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی ہو اس وقت
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
ظالموں میں اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ ف۲ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں
كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ
اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا
لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ
نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی ہے
الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ
بخشنے والا مہربان کہہ دے اے لوگو ف۳
جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى
پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر آئے
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا
سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو
يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ
بہکا پھرے گا اپنے برے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار اور تو چل
مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ
اس پر جو حکم پہنچے تیری طرف ف۴ اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع
اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا

ع ۱۱ ۱۲

ف۱ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے ۱۲
ف۲ مسئلہ توحید ماننے کی ترغیب ۱۲
ف۳ توحید پر دلیل وحی ہے ۱۲
ف۴ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

بہ سبحانہ الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۹۹)
۱۱۶ یہ مسئلہ توحید ماننے کی ترغیب ہے۔ لوگو! اللہ کی طرف سے حق تمہارے پاس آچکا ہے اور دلائل سے واضح ہوچکا ہے اس لئے اسے قبول کرلو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے جو شخص توحید اور دین حق کو قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کا کام کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ انکار وجحود کا نتیجہ اور اس کا ضرر بھی خود ہی پائے گا۔ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ میرا کام تبلیغ حق ہے میں نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا باقی رہا تم سے منوانا تو وہ میرا کام نہیں۔
۱۱۷ یہ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالے کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس چیز کی پیروی کروں جو میری طرف وحی کی گئی ہے اور مسئلہ توحید جس طرح دلائل کے ساتھ میں نے بیان کیا ہے بالکل بعینہ اسی طرح ذریعۂ وحی مجھ پر نازل ہوا ہے۔ وَاصْبِرْ الخ یہ آپ کے لئے تسلی ہے یعنی اتباع وحی کی وجہ سے اگر آپ کو کوئی تکلیف یا گزند پہنچے تو آپ صبر وثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالے آپ کے اور آپ کے دشمنوں کے درمیان آپ کو کامیاب وکامران اور ان کو ناکام اور ذلیل وخوار کرکے اپنا آخری فیصلہ فرمادے۔ والمعنی انه تعالیٰ امره باتباع الوحی والتنزیل فان وصل الیه بسبب ذلك الاتباع مکروه فلیصبر علیه الی ان یحکم الله فیه وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۷۶)
وَلا یخفی ما فی هٰذه الاٰیات من الموعظة الحسنة وتسلیة النبی صلی الله علیه وسلم ووعد للمؤمنین والوعید للکافرین (روح ج ۱۱ ص ۲۰۲)

موضح قرآن ف۱ حنیف نام ہے ابراہیم کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہے جاتے۔

سورۂ یونس کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی دنفی شفاعت قہری۔ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ۔ یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۲۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً ـــ تا ـــ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ـــ تا ـــ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ونفی شفاعتِ قہری جو اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۴۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ـــ تا ـــ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ (ع ۳) دنیا میں جن کو کارساز سمجھ رکھا ہے آخرت میں وہ اپنے پجاریوں کی دعا اور پکار سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

۵۔ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ـــ تا ـــ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔ مشرکین مشکل ترین کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ یہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ ـــ تا ـــ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ○ (ع ۴) جن کو تم نے خدا کے شریک بنا رکھا ہے وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں اس لئے الوہیت کے لائق نہیں ہیں۔

۷۔ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ـــ تا ـــ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ○ (ع ۶) نفی شرک فعلی، تحریمات غیر اللہ اور نذر لغیر اللہ۔ یہ سورت کی خصوصیت ہے۔

۹۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ ـــ تا ـــ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُبِينٍ ○ (ع ۷) نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ ـــ تا ـــ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ ـــ تا ـــ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ (ع ۱۱) نفی شرک فی التصرف

آج بتاریخ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر سورۂ یونس کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔